جمعہ کے دن سُورَةُ الكَهف کی تلاوت

(احادیث وآثار کی تخریج اور متعلقہ مسائل کی تحقیق)

تصنیف

محمد حامد مدنی وفقہ اللہ

(استاذ حدیث، جامعۃ الفلاح، حیدرآباد)

تقریظ

فضیلۃ الشیخ سید حسین مدنی حفظہ اللہ

(صدر اہل حدیث فتوی بورڈ، تلنگانہ)

ناشر

ضلعی جمعیت اہل حدیث، رنگاریڈی، تلنگانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمعہ کے دن
سُورَةُ الْكَهْفِ
کی تلاوت

(احادیث وآثار کی تخریج اور متعلقہ مسائل کی تحقیق)

تصنیف

محمد حامد مدنی وفقہ اللہ

(استاذ حدیث، جامعۃ الفلاح، حیدرآباد)

تقریظ

فضیلۃ الشیخ سید حسین مدنی حفظہ اللہ

(صدر اہل حدیث فتوی بورڈ، تلنگانہ)

ناشر

ضلعی جمعیت اہل حدیث، رنگاریڈی، تلنگانہ

فہرست مضامین

پیش گفتار

(فضیلۃ الشیخ سید حسین مدنی)

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على رسوله الأمين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

فضیلۃ الشیخ/ محمد حامد خان سلفی مدنی حفظہ اللہ، شیخ الحدیث جامعۃ الفلاح حیدر آباد، ناظم مجلس علمائے اہل حدیث تلنگانہ وناظم ضلعی جمعیت اہل حدیث رنگاریڈی- بفضلہ تعالی- اپنی کم سنی اور جواں سالی ہی میں ہمہ جہت، سراپا نابغۂ روزگار شخصیت ہیں، جو فن خطابت اور طرز کتابت میں اپنی منفرد اور خاص پہچان رکھتے ہیں۔

بحمد اللہ شیخ محترم کی ڈھیر ساری نگارشات وتصانیف پر نظر ثانی اور ان سے استفادے کی سعادت نصیب ہوئی، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یقینا شیخ محترم ایک کہنہ مشق قلم کار، ممتاز ادیب، مایہ ناز خطیب اور لطیف وظریف ہستی ہیں۔ بلا مبالغہ ستودہ صفات کے مالک، خوب سیرت، نیک طینت، خاک سار، ملن سار، شفیق وخلیق، حرکیاتی، ہمہ پہلو، خوش مزاج، ہر دل عزیز، علمی وعملی شخصیت ہیں۔

شیخ محترم نے نوید مسرت سنائی کہ زیر نظر کتاب **"جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت: احادیث وآثار کی تخریج اور متعلقہ مسائل کی تحقیق"** شائقین اور قارئین کی دست بوسی کے لیے تکمیلی مرحلے میں ہے، جس پر مجھے تقریظ وتاثرات کی سوغات پیش کرنی ہے، بنا بریں میں نے شیخ محترم کی ہدایت کو سعادت جانا اور تعمیل کی کوشش کی۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اپنے اساتذۂ کرام کے اقوال زرین کے ضمن میں بڑی پتے کی بات ذکر کی کہ جو واقعتاً علمی فائدہ کا طلب گار ہے اسے محض نسخ و نقل کا قلم توڑ دینا چاہیے اور تحقیق و تخریج کا قلم اٹھانا چاہیے۔

اور تخریج کا شغف رکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ کسی موضوع سے متعلق احادیث وآثار پر سیر حاصل روایتاً ودرایتاً گفتگو جب تک نہ ہو شرح صدر نہیں ہوتا، بنا بریں شیخ محترم نے اس علمی شہ پارے کو آفاقی وہمہ جہت بنانے میں بڑی نمایاں وعیاں عرق ریزی وجاں فشانی کی، ویسے استقصا واستقرا کی کام یاب کوشش کے ساتھ اس اہم ترین علمی موضوع پر قلم اٹھانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے، اللہ کرے کہ یہ بامقصد کتاب تادیر ثمرآور رہے، بارہا زیور طباعت سے آراستہ ہو، اور اپنے مرتب کے لیے ذخیرۂ آخرت بنے۔

پیش لفظ

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، أما بعد:

جمعہ کا دن ہفتے کے دنوں میں سب سے عظیم دن ہے، ہفتے کے سات ایام میں جو مقام جمعہ کو حاصل ہے وہ کسی اور دن کو حاصل نہیں، جمعہ کا دن ابو البشر آدم علیہ السلام کی پیدائش، جنت میں دخول، اس سے خروج، توبہ کی قبولیت اور سرزمین پر آمد کا دن ہے، اس کا اہتمام امت محمدیہ کی خصوصیت ہے، یہ مسلمانوں کی چھوٹی عید ہے، مومنوں کے اجتماع اور باہمی الفت ومحبت کا سبب ہے، دعاؤں کی قبولیت اور کثرتِ درود کا سنہرا موقع ہے، خطبوں کے ذریعے کچھ سیکھنے اور سکھانے کے لیے ہفتہ واری اجلاس ہے، الغرض یہ دن بہت ساری خوبیوں اور فضیلتوں کا حامل دن ہے۔

ان ہی فضیلتوں کی بناپر شریعت اسلامیہ نے اس دن کا خصوصی اہتمام کرنے کا حکم دیا ہے، اس دن کے لیے خصوصی آداب بجالانے کی طرف رہنمائی کی ہے۔

ان ہی آداب میں سے ایک یہ ہے کہ اس دن خاص طور پر سورۂ کہف کی تلاوت کا اہتمام کیا جائے، احادیث میں اس کی فضیلت وارد ہوئی ہے، کہ جو شخص جمعہ کے روز اس سورت کی تلاوت کرے گا اس کے آنے والے جمعے تک کے گناہ معاف کردیے جائیں گے، اور ایک ہفتے تک اللہ سبحانہ وتعالی کی جانب سے اسے نور حاصل ہوگا۔

جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کر کے اس فضیلت کو حاصل کرنے کی امید سے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت ہر جمعہ پورے اہتمام کے ساتھ اس سورت کی تلاوت کرتی

ہے، بچوں سے لے کر بوڑھوں تک اس کی تلاوت کا جذبہ بخوبی دیکھا جاتا ہے، جو کہ ایک مستحسن امر اور قرآن سے محبت کا بیّن ثبوت ہے۔

مگر ماضی قریب میں ایک کتابچے پر نظر پڑی جس میں جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی فضیلت میں وارد احادیث و آثار کی تخریج کی گئی تھی، اور مقالہ نگار نے اس تخریج کا خلاصہ یہ پیش کیا کہ اس بارے میں کوئی روایت ثابت اور قابل عمل نہیں ہے۔

کتاب کو پڑھنے کے بعد اس نتیجے پر بڑی حیرانی ہوئی، اور اس سے زیادہ حیرانی اس بات پر ہوئی کہ منہج سلف کی طرف نسبت کرنے والوں کے درمیان سالوں سے چلے آرہے ایک عمل کی تردید اور اس کے انکار کے لیے کس عجلت اور تیز رفتاری سے کام لیا گیا، کہ نہ تو تخریج احادیث میں وہ سنجیدگی، متانت، ٹھہراؤ اور اصول کی اتباع نظر آئی جو سلف کے یہاں بدرجۂ اتم پائی جاتی تھی، اور نہ ہی سلف کے اقوال اور ان کے عمل کو جاننے کی کوشش کی گئی۔

اس کتابچے کو پڑھتے ہی ذہن میں فوراً یہ خیال آیا کہ اگر یہ کتاب عوام اور ہم جیسے مبتدی طلبا کے ہاتھوں لگ گئی تو لوگ مقبول احادیث پر عمل اور ضعیف احادیث سے کنارہ کشی کے منہج پر تربیت یافتہ ہونے کی وجہ سے فوراً اس عمل سے بے اعتنائی برتنے لگیں گے، اور اس پر آشوب اور پر فتن دور میں قرآن کریم سے جو ہماری رہی سہی ہفتہ واری ملاقات ہو جایا کرتی تھی وہ بھی ختم ہو جائے گی۔

اور اگر میرا یہ خیال محض خیال اور وہم رہتا تو اچھا ہوتا، لیکن چند ہی دنوں کے بعد ایک طالب علم نے مجھ سے اس مسئلے میں استفسار کیا، کتابچے کا حوالہ دیا، اور ساتھ ہی یہ اندوہ ناک خبر بھی دی کہ اس کتابچے کی وجہ سے بہت سارے لوگوں نے سورۂ کہف کی تلاوت کرنا چھوڑ دیا ہے۔

اس خبر کے پردۂ سماعت سے ٹکراتے ہی میں نے تہیہ کیا، اللہ سے مدد طلب کی، اور پوری جستجو اور تڑپ کے ساتھ اس موضوع پر کام کرنا شروع کیا، پہلے احادیث و آثار کی تخریج کی اور پھر اس کے متعلقہ مسائل پر بھی مختصر گفتگو کی، تاکہ راہ رحمان کے متلاشیان اس عمل کی طرف واپس آئیں، اور اس کے کچھ فقہی مسائل سے بھی آگاہ ہو جائیں، اور اپنی عبادت کو شریعت کی روشنی میں انجام دیں۔

اس مختصر سے کتابچے کے مقدمے کو زیادہ طویل نہیں کرنا چاہیے، لیکن پھر بھی میں بڑے ہی اختصار کے ساتھ دو بہت ہی اہم امور کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں:

پہلی بات یہ ہے کہ برصغیر میں کچھ محققین احادیث و آثار کی تخریج بعض ایسے اصول کو سامنے رکھ کر کر رہے ہیں جو یا تو جمہور محدثین اور ناقدین کے اصول سے ہٹ کر ہیں، یا تو بالکل شاذ ہیں۔ لہذا ایسی صورت میں ہر آنے والی نئی تخریج کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اور کسی بھی حدیث کی صحت وضعف میں تذبذب کا شکار ہونا درست نہیں ہے، بلکہ ایسی صورت میں ان محدثین اور محققین کے پیش کیے ہوئے نتیجے پر باقی رہنا ضروری ہے جن کی شخصیت کو رب العالمین نے قبول عام بخشا ہے، جیسے شیخ البانی وغیرہ۔ تاآں کہ مکمل تخریج اور تحقیق کے بعد اس کا خلاف ہونا ثابت ہو جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس دور میں بکثرت مشاہدہ کیا جا رہا ہے کہ کچھ نام نہاد محققین اور حدیث کی تخریج کرنے والوں کی پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ سلفی عوام کے درمیان رائج اعمال کے بارے میں وارد احادیث کو کسی بھی طرح غیر مقبول قرار دینے کی کوشش کی جائے، اور ان کو اس پر بڑی خوشی اور بڑا فخر بھی ہوتا ہے، یہ کوشش اگر ایسی احادیث کے بارے میں کی جائے جو واقعی طور پر ضعیف جدا، موضوع اور غیر معتبر ہوں تو

قابل تحسین ہے، لیکن ایسی کوششیں ان احادیث کے بارے میں بھی کی جارہی ہیں جنھیں سلف وخلف کی ایک بڑی جماعت نے قبول کیا ہوتا ہے، اور اس پر عمل کے بھی وہ قائل ہوتے ہیں، لیکن ان سب کو درکنار کرکے اپنے محتمل اصول اور دلائل پر تکیہ کرکے فوراً ضعف کا حکم داغ دیا جاتا ہے۔

اس کا نقصان جہاں ایک طرف یہ ہے کہ عوام کا احادیث کی تصحیح وتضعیف کے مسئلے میں علما پر سے بھروسہ اٹھتا جارہا ہے، وہیں دوسری طرف یہ بھی نقصان ہے کہ عوام الناس عبادتوں سے دور ہوتے چلے جارہے ہیں، بلکہ اپنے آپ کو عبادتوں سے معطل کرتے نظر آ رہے ہیں۔

میری اس بات کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ میں امت میں ضعیف حدیثوں اور بدعات وخرافات کو داخل کرنا یا فروغ دینا چاہتا ہوں، بلکہ مقصود یہ ہے کہ متعالمین کے تعالم سے جہاں اور شعبوں کو محفوظ رکھنے کی کوشش ہو رہی ہے وہیں تخریج اور حکم حدیث کے شعبے کو بھی مضبوط قلعوں میں محفوظ کیا جائے، تاکہ یہ سنجیدہ اور دقیق علوم بازیچۂ اطفال بن کر نہ رہ جائیں۔

ابن حزم رحمہ اللہ نے فرمایا: «لا آفة على العلوم وأهلها أضر من الدخلاء فيها وهم من غير أهلها، فإنهم يجهلون، ويظنون أنهم يعلمون، ويفسدون، ويقدرون أنهم يصلحون»[1] علوم وفنون اور اہل علوم وفنون کے لیے ان علوم میں اجنبی گھس پیٹھیوں کی آفت سے زیادہ نقصان دہ کوئی چیز نہیں ہے، کیوں کہ وہ جاہل

---

[1] مداواة النفس (ص:۲۳)

ہوتے ہیں پھر بھی انھیں لگتا ہے کہ وہ جانتے ہیں، اور فساد برپا کرتے ہیں حالاں کہ انھیں لگتا ہے کہ وہ اصلاح کررہے ہیں۔

اس موقعے پر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ممنون ومشکور ہوں کہ الہ العالمین نے مجھے اس عمل کی توفیق عطا فرمائی اور میرے لیے اس کی تکمیل کو آسان بنایا، بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں فضیلۃ الشیخ سید حسین بن عثمان مدنی حفظہ اللہ وتولاہ کا شکریہ ادا نہ کروں، جنھوں نے بڑی باریک بینی اور رمز دانی کے ساتھ اس رسالے کو پڑھا، غلطیوں اور تعبیرات کی اصلاح فرمائی، بیش قیمت تقریظ تحریر فرمائی، اور اس رسالے کو ہدیۂ قارئین بنانے کے لیے ہر طرح کا تعاون پیش کیا، فجزاه الله عني خير الجزاء۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ میری اس حقیر سی کوشش کو شرف قبول عطا فرمائے، اور میرے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے، علما اور عوام کو اس سے فائدہ اٹھانے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

محمد حامد مدنی، حیدرآباد

۸ جمادی الاولی ۱۴۴۴ھ مطابق ۲ دسمبر ۲۰۲۲ء بروز جمعہ

★★★

فصل اول

جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی فضیلت میں وارد احادیث

علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ (ت ۴۰ھ) کی حدیث

ابو فضل زہری نے "حديث الزهري"[1] میں، محمد بن یحیی نے "قوارع القرآن"[2] میں اور ابو فضل زہری کی طریق سے ضیاء الدین مقدسی نے "الأحاديث المختارة"[3] میں روایت کی ہے، وہ دونوں (ابو فضل و محمد) ابراہیم مخرمی سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ثنا إبراهيم بن عبد الله بن أيوب المخرمي، ثنا سعيد بن محمد بن سعيد الجرمي أبو محمد الكوفي، ثنا عبد الله بن مصعب بن منضور بن زيد بن خالد، عن علي بن الحسين بن علي، عن أبيه، عن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من قرأ سورة الكهف يوم الجمعة فهو معصوم إلى ثمانية أيام من كل فتنة تكون، فإن خرج الدجال عصم منه».

ہم سے ابراہیم بن عبد اللہ بن ایوب مخرمی نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہم سے سعید بن محمد بن سعید جرمی ابو محمد کوفی نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن مصعب بن منظور بن زید بن خالد نے بیان کیا، وہ علی بن حسین بن علی سے، وہ اپنے والد سے،

---

[1] حديث الزهري (ص: ۱۷۴، حدیث نمبر: ۱۲۷)

[2] قوارع القرآن (ص: ۱۲۳، حدیث نمبر: ۶۹)

[3] الأحاديث المختارة (۴۹/۲، حدیث نمبر: ۴۲۹-۴۳۰)

اور وہ علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا وہ آٹھ دن تک ہر متوقع فتنے سے محفوظ رہے گا، اگر دجال نکل جائے تو اس سے بھی محفوظ ہو گا۔

یہ **ضعیف جدا** سند ہے، اس میں دو علتیں ہیں: ۱۔ ابراہیم بن عبداللہ بن ایوب مخرمی ہیں، ان کو ابو علی حافظ نے «صدوق»[1] کہا ہے، لیکن دارقطنی نے فرمایا: «ليس بثقة، حدث عن قوم ثقات بأحاديث باطلة»[2] ثقہ نہیں ہیں، انھوں نے ثقہ راویوں سے باطل حدیثیں بیان کی ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر سعد بن عبداللہ حُمید نے فرمایا: «متهم بالكذب، وكون الراوي يحدث عن الثقات بالبواطيل فإنه أولى بعهدتها منهم، وقد يكون ذلك بسبب أوهامه، لا لكذبه، لكن المترجم هو متهم في ادعاءه السماع من أناس لا يحتمل السماع منهم، فهو متهم بالكذب، وهذا جرح مفسر يقدم على من أحسن به الظن، والله أعلم»[3] یہ متہم بالکذب راوی ہے، کیوں کہ اگر کوئی راوی ثقہ راویوں سے باطل حدیثیں بیان کرتا ہے تو ان سے زیادہ وہ خود اس کا ذمہ دار ہے، ہاں کبھی کبھار یہ راوی کے جھوٹ کی بجائے اس کے وہم کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے، لیکن مترجَم راوی پر ایسے لوگوں سے حدیثیں سننے کی دعوے داری کی تہمت ہے

---

[1] تاریخ بغداد (۱۲۲/٦، ترجمہ نمبر: ۳۱۵۲)

[2] سؤالات حمزة السهمي للدارقطني (ص: ۱٦۸، ترجمہ نمبر: ۱۸۳)

[3] إرشاد القاصي والداني إلى تراجم شيوخ الطبراني (ص: ٦٤، ترجمہ نمبر: ۲٤)

جن سے ان کا سماع ممکن نہیں ہے،اس لیے یہ متہم بالکذب راوی ہے،اور یہ ایک ایسی جرح مفسر ہے جسے ان لوگوں کے حکم پر مقدم کیا جائے گا جنھوں نے اس کے ساتھ حسن ظن رکھا ہو،واللہ أعلم۔

۲۔عبد اللہ بن مصعب بن منظور بن زید بن خالد مجہول راوی ہیں، زین الدین عراقی نے ابن عساکر کے حوالے سے کہا ہے کہ انھوں نے عبد اللہ اور ان کے والد کو مجہول قرار دیا ہے[1]۔ابن قطان فاسی نے ان دونوں کو غیر معروف کہا ہے[2]۔ حافظ ذہبی نے بھی انھیں مجہول قرار دیا ہے[3]۔

"قوارع القرآن" کے محقق احمد بن فارس سلوم نے اس حدیث کو «منکر» کہا ہے۔

اسی حدیث کو ہو بہو الفاظ کے ساتھ عبد اللہ بن مصعب بن منظور بن زید بن خالد اپنے والد اور وہ ان کے دادا اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، چناں چہ ابو فضل زہری نے "حديث الزهري"[4] میں،اور ان کی طریق سے محمد بن یحیی نے "قوارع

---

[1] ذیل میزان الاعتدال (ص:۱۹۲، ترجمہ نمبر:۶۹۰)

[2] بيان الوهم والإيهام (۲۰۵/۴، حدیث نمبر:۲۱۴۹)

[3] میزان الاعتدال (۵۰۶/۲، ترجمہ نمبر:۴۶۱۰)

[4] حديث الزهري (ص:۱۷۴، حدیث نمبر:۱۲۷)

القرآن"[1]میں اور واحدی نے "التفسیر الوسیط"[2]میں روایت کی ہے ، ابو الفضل نے فرمایا: حدثنا إبراهيم بن عبد الله بن أيوب المخرمي، قال: حدثنا سعيد بن محمد بن سعيد الجرمي أبو محمد الكوفي، قال: حدثنا عبد الله بن مصعب بن منظور بن زيد بن خالد أبو ذؤيب الجهني، عن أبيه، عن جده، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «من قرأ الكهف يوم الجمعة؛ فهو معصوم إلى ستة أيام من كل فتنة تكون، فإن خرج الدجال عصم منه».

اس حدیث میں «عن أبیه» سے مراد مصعب بن منظور ہوں گے، اور «عن جده» سے مراد مصعب کے دادا زید بن خالد جہنی ہوں گے، کیوں کہ وہ صحابی ہیں۔

غالب گمان یہ ہے کہ یہ حدیث بھی موضوع ہے، کیوں کہ راوی اس حدیث کو کبھی «عبد الله بن مصعب بن منضور بن زيد بن خالد، عن علي بن الحسين بن علي، عن أبيه، عن علي رضي الله عنه» کی سند سے اور کبھی «عبد الله بن مصعب بن منظور بن زيد بن خالد أبو ذؤيب الجهني، عن أبيه، عن جده» کی سند سے روایت کر رہے ہیں، اور عبد اللہ بن مصعب بن منظور بن زید بن خالد اور ان کے والد مجہول راوی ہیں، واللہ اعلم۔

---

[1] قوارع القرآن(ص:۱۲۳، حدیث نمبر:۶۹)

[2] التفسیر الوسیط(۳/۱۵۳، حدیث نمبر:۵۶۲)

حافظ ابن حجر نے فرمایا: «وفي الباب عن علي بن أبي طالب وزيد بن خالد، أخرجهما ابن مردويه بإسناد ضعيف»[1] اس موضوع میں علی بن ابوطالب اور زید بن خالد کی حدیث بھی ہے، ابن مردویہ نے اسے ضعیف سند سے روایت کی ہے۔

شیخ البانی نے اس سند کو «ضعيف جدا» کہا ہے[2]۔

★★★

---

[1] نتائج الافکار (۴۰/۵)

[2] سلسلة الأحاديث الضعيفة (۲۶/۵، حدیث نمبر: ۲۰۱۳)

عائشہ رضی اللہ عنہا (ت۵۸ھ) کی حدیث

شجری نے اپنی امالی [1] میں روایت کی ہے، آپ نے فرمایا: أخبرنا أبو طاهر محمد بن أحمد بن محمد بن عبد الرحيم بقراءتي عليه، قال: أخبرنا أبو محمد عبد الله بن جعفر بن حيان، قال: حدثنا محمد بن جرير الأملي، قال: حدثنا محمد بن عبد الرحمن بن هشام بن عبد الله بن عكرمة المخزومي، قال: حدثني أبي، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: «ألا أحدثكم بسورة ملأ عظمتها ما بين السماء والأرض، ولكاتبها من الأجر مثل ذلك، ومن قرأها يوم الجمعة غفر له ما بينه وبين الجمعة الأخرى وزيادة ثلاثة أيام، ومن قرأ الخمس الأواخر منها عند نومه بعثه الله أي الليل شاء؟» قالوا: بلى، يا رسول الله. قال: «سورة أصحاب الكهف».

ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن احمد بن محمد بن عبدالرحیم نے اس طرح کہ میں نے ان کے سامنے پڑھا انھوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن جعفر بن حیان نے، انھوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن جریر املی نے، انھوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عبدالرحمٰن ابن ہشام بن عبداللہ بن عکرمہ مخزومی نے، انھوں نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، وہ ہشام بن عروہ سے، وہ اپنے والد سے، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

[1] الأمالي الخميسية (۱۳۸/۱-۱۳۹، حدیث نمبر: ۴۹۶)

کیا میں تمھیں ایسی سورت نہ بتاؤں جس کی عظمت نے آسمان وزمین کے درمیان کو بھر دیا ہے، اور جس کے لکھنے والے کو اسی کے برابر اجر ملے گا، اور جو اس کو جمعہ کے دن پڑھے گا اس کے آنے والے جمعہ اور تین مزید دنوں کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، اور جو سوتے وقت اس سورت کی آخری پانچ آیات پڑھے گا اللہ اسے رات کے جس حصے میں وہ چاہے بیدار کر دے گا؟ صحابہ نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ۔ آپ نے فرمایا: اصحاب الکہف کی سورت۔

اس حدیث کو دیلمی نے بھی اپنی مسند[1] میں روایت کی ہے، لیکن ان کے یہاں سند میں دو بڑے اختلاف ہیں:

پہلا یہ کہ «محمد بن عبد الرحمن بن هشام بن عبد الله بن عكرمة المخزومي، قال: حدثني أبي» کی جگہ «عبد الرحمن بن هشام المخزومي عن أبيه» ہے۔

اگر دیلمی کی سند صحیح مان لی جائے تو ہشام بن عروہ سے روایت کرنے والے عبد الرحمن بن ہشام کے والد ہشام بن عبد اللہ مخزومی ہوں گے، جن کے بارے میں ابن حبان نے فرمایا: «يروي عن هشام بن عروة ما لا أصل له من حديثه، كأنه هشام آخر، لا يعجبني الاحتجاج بخبره إذا انفرد»[2] یہ ہشام بن عروہ سے بے اصل

---

[1] دیکھیے: زہر الفردوس (۳/۱۹۵، ۱۹۴، حدیث نمبر: ۹۸۶)

[2] المجروحین (۳/۹۱، ترجمہ نمبر: ۱۱۵۸)

روایتیں بیان کرتے ہیں، گویا کہ وہ کوئی دوسرے ہشام ہوں، اگر یہ تنہا روایت کریں تو مجھے ان کی خبر کو حجت ماننا پسند نہیں ہے۔

اور اگر شجری کی سند صحیح مانی جائے تو ہشام بن عروہ سے روایت کرنے والے عبد الرحمن بن ہشام بن عبداللہ بن عکرمہ مخزومی ہوں گے، جن کا ترجمہ تلاش بسیار کے باوجود نہ مل سکا۔

اسی طرح محمد بن عبد الرحمن بن ہشام بن عبداللہ بن عکرمہ مخزومی اور عبد الرحمن بن ہشام مخزومی کا بھی ترجمہ نہ مل سکا۔

اور دوسرا اختلاف یہ کہ دیلمی کے یہاں محمد بن جریر اور عبد الرحمن بن ہشام کے درمیان عمرو بن عثمان زہری کا اضافہ ہے، اور ان کے بھی حالات زندگی معلوم نہ ہو سکے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے یہ الفاظ گزشتہ دو سندوں کے ساتھ ساتھ مزید تین مختلف سندوں سے مروی ہیں:

تیسری سند: ابو عباس مستغفری نے اپنی کتاب "فضائل القرآن"[1] میں اسحاق بن عبداللہ بن ابو فروہ سے مرسلا روایت کی ہے، آپ نے فرمایا: أخبرنا عبد الله بن محمد بن زر، أخبرنا محمد بن صالح، حدثنا أبو كريب، حدثنا المحاربي، عن إسماعيل بن رافع، عن إسحاق بن عبد الله بن أبي فروة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «ألا أدلكم على سورة شيعها سبعون ألف ملك، قد ملأ عظمها ما بين السماء والأرض، وإن لتاليها من الأجر مثل

---

[1] فضائل القرآن (۲/۵۶۴، حدیث نمبر: ۸۲۵)

ذلك، من قرأها يوم الجمعة غفر الله تعالى إلى الجمعة الأخرى وزيادة ثلاثة أيام، وأعطي نورا يبلغ السماء؟ سورة الكهف». قال: «ومن قرأ البقرة لم يدخل الشيطان بيته ثلاثة أيام، وأعطي نورا يبلغ الكعبة، ومن قرأ آل عمران يوم الجمعة غفر الله تعالى بها من ساعة ما قرأها حتى الليل».

ہمیں عبداللہ بن محمد بن زر نے خبر دی، انھوں نے کہا کہ ہمیں محمد بن صالح نے خبر دی، انھوں نے کہا کہ ہم سے ابو کریب نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہم سے محاربی نے بیان کیا، وہ اسماعیل بن رافع سے، وہ اسحاق بن عبداللہ بن ابو فروہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمھیں ایسی سورت کی طرف رہنمائی نہ کروں جسے ستر ہزار فرشتوں نے الوداع کہا، جس کی عظمت نے آسمان وزمین کے درمیان کو بھر دیا، جس کی تلاوت کرنے والے کو اسی قدر اجر ملے گا، جس نے اسے جمعے کے دن پڑھا اس کے آنے والے جمعہ اور مزید تین دنوں کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، اور اسے ایسا نور عطا کیا جائے گا جو آسمان تک پہنچتا ہے؟ سورہ کہف۔ آپ نے (مزید) فرمایا: اور جو سورۂ بقرہ پڑھے گا تین دن تک شیطان اس کے گھر میں داخل نہیں ہو گا، اور اسے ایسا نور عطا کیا جائے گا جو کعبہ تک پہنچتا ہے۔ اور جو جمعہ کے دن سورۂ آل عمران پڑھے گا اللہ تعالی اس کی وجہ سے اس کے پڑھنے کے وقت سے رات تک کے گناہ معاف کر دے گا۔

یہ سند **ضعیف جدا** ہے، اس کی کئی وجوہات ہیں:

۱۔ یہ مرسل ہے، کیوں کہ اسحاق بن عبد اللہ بن ابو فروہ اوساط تابعین میں سے ہیں۔

۲۔اسحاق بن عبداللہ بن ابوفروہ متروک راوی ہیں[1]۔

۳۔ اسماعیل بن رافع ضعیف راوی ہیں، بلکہ بعض نے انھیں منکر الحدیث[2] اور متروک[3] بھی کہاہے۔

۴۔اس میں محاربی عبد الرحمن بن محمد محاربی ہیں، وہ صدوق راوی ہیں مگر مدلس ہیں[4]،اور یہاں انھوں نے اس حدیث کواسماعیل بن رافع سے صیغۂ عن سے روایت کی ہے۔

۵۔ محمد بن صالح یہ صیمری ہیں، ان کے بارے میں ابو احمد حاکم نے کہا: «فیه نظر»[5] یہ محل نظرہیں۔

مزید یہ کہ عبداللہ بن محمد بن زر کا ترجمہ مجھے نہیں ملا۔

چوتھی سند: اسی حدیث کو محاربی کے علاوہ اسماعیل بن عیاش نے اسماعیل بن رافع سے بلاغاًروایت کی ہے، چناں چہ ابن ضریس نے "فضائل القرآن"[6] میں روایت کرتے

---

[1] دیکھیے: التاریخ الکبیر از بخاری (۳۹۶/۱)، دیوان الضعفاء (۲۷/۱)، تقریب التہذیب (ص: ۱۰۲، ترجمہ نمبر: ۳۶۸)

[2] دیکھیے: الجرح والتعدیل ازابن ابوحاتم (۱۶۸/۲)

[3] دیکھیے: الضعفاء والمتروکون ازنسائی (ص:۱۶)، سؤالات البرقاني للدارقطني (ص:۱۴)

[4] طبقات المدلسین ازابن حجر (ص:۴۰)

[5] میزان الاعتدال ازذہبی (3/۵۸۱، ترجمہ نمبر: ۷۶۸۰)

[6] فضائل القرآن (۹۶/۱، حدیث نمبر: ۲۰۳)

ہوئے فرمایا: أخبرنا يزيد بن عبد العزيز الطيالسي، حدثنا إسماعيل بن عياش، عن إسماعيل بن رافع قال: بلغنا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «ألا أخبركم بسورة ملأ عظمتها ما بين السماء والأرض، شيعها سبعون ألف ملك؟ سورة الكهف. من قرأها يوم الجمعة غفر الله له بها إلى الجمعة الأخرى، وزيادة ثلاثة أيام بعدها، وأعطي نورا يبلغ إلى السماء، ووقي من فتنة الدجال، ومن قرأ الخمس آيات من خاتمتها حين يأخذ مضجعه من فراشه، حفظه وبعث من أي الليل شاء».

حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو ابن ضریس محمد بن ایوب کی طریق سے ہی "نتائج الأفكار "[1] میں روایت کی ہے، لیکن ابن ضریس کے شیخ یزید بن عبد العزیز طیالسی کی جگہ عبد العزیز بن محمد کو ذکر کیا ہے، اسی طرح آپ کا ذکر کیا ہوا متن بھی مختصر ہے، آپ کے الفاظ ہیں: «ألا أخبركم عن سورة ملأ عظمها ما بين السماء والأرض، من قرأها يوم الجمعة غفر له إلى الجمعة الأخرى، وأعطي نورا إلى السماء، ووقي فتنة الدجال».

یہ سند بھی **ضعیف جدا** ہے، اس کی کئی وجوہات ہیں:

---

[1] نتائج الأفكار (۵/۴۲)

۱۔ یہ معضل ہے، حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا: «هذا سند معضل؛ لأن إسماعيل بن رافع من أتباع التابعين، وخبره هذا شاهد لحديث عائشة رضي الله عنها؛ لأنه يوافقه في أكثر ألفاظه، فلعل راويه هو الذي بلغ إسماعيل»[1] یہ معضل سند ہے، کیوں کہ اسماعیل بن رافع تبع تابعین میں سے ہیں، ان کی یہ خبر عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی شاہد ہے، کیوں کہ ان کی یہ روایت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے اکثر الفاظ کے موافق ہے، اس لیے ممکن ہے کہ اسی راوی نے اسماعیل کو یہ خبر دی ہو۔

۲۔ اسماعیل بن رافع ضعیف ہیں، بلکہ بعض کے نزدیک متروک راوی ہیں، جیسا کہ اوپر گزر چکا۔

۳۔ اسماعیل بن عیاش مدلس[2] راوی ہیں، اور وہ یہاں اس حدیث کو اسماعیل بن رافع سے صیغۂ عن سے روایت کر رہے ہیں۔

اسی طرح اسماعیل بن عیاش اس حدیث کو اسماعیل بن رافع جیسے ضعیف بلکہ متروک راوی سے روایت کر رہے ہیں، حالاں کہ غیر ثقہ سے روایت کرنے میں اسماعیل بن عیاش ثقہ نہیں ہیں، جیسا کہ ابن معین نے فرمایا: «إسماعيل بن عياش ثقة إذا حدث عن ثقة»[3] اسماعیل بن عیاش اس وقت ثقہ ہیں جب وہ ثقہ سے حدیث روایت کریں۔

---

[1] نتائج الأفكار (۵/۴۲)

[2] طبقات المدلسین از ابن حجر (ص: ۳۸)

[3] تاریخ ابن معین - روایۃ ابن محرز - (ص: ۸۰، ترجمہ نمبر: ۲۳۸)

اسی طرح اسماعیل بن عیاش اس حدیث کو اسماعیل بن رافع سے روایت کررہے ہیں جو مدنی ہیں، حالاں کہ اگروہ شامیوں کے علاوہ حجازیوں سے روایت کرتے ہیں تو ان کو ضعیف قرار دیا گیا ہے، ابن معین نے فرمایا: «إسماعيل بن عياش ثقة فيما روى عن الشاميين، وأما روايته عن أهل الحجاز فإن كتابه ضاع فخلط في حفظه عنهم»[1] اسماعیل بن عیاش شامیوں سے روایت کرنے میں ثقہ ہیں، اور جہاں تک بات ہے اہل حجاز سے روایت کرنے کی تو ان کی کتاب ضائع ہوگئی تھی اس لیے ان کی حدیثوں کے حفظ میں انھیں اختلاط ہوگیا تھا۔ اسی طرح کی بات ان کے بارے میں امام احمد[2] نے بھی کہی ہے۔

۴۔ اسماعیل بن عیاش کے شاگرد یزید بن عبد العزیز طیالسی ہیں تو وہ تو صدوق ہیں[3]، لیکن اگروہ عبد العزیز بن محمد ہیں تو مجھے نہیں معلوم کہ وہ کون ہیں۔ اور زیادہ قرین قیاس بات یہی ہے کہ عبد العزیز بن محمد کا ذکر وہم ہے، واللہ أعلم۔

پانچویں سند: اس حدیث کو شجری نے اپنی امالی[4] میں متن میں تھوڑے اختلاف کے ساتھ اسماعیل بن عیاش عن النبی کی سند سے ذکر کیا ہے، آپ نے کہا: أخبرنا إبراهيم، قال: محمد بن أحمد قال: أخبرنا محمد بن علي، قال: حدثنا إسماعيل، قال: أخبرنا يوسف، عن شيبان قال: حدثني مسلم بن مالك، عن أبي عتبة قال:

---

[1] تاریخ بغداد (۲۲۴/۶، ترجمہ نمبر: ۳۲۷۶)

[2] تاریخ بغداد (۲۲۳/۶، ترجمہ نمبر: ۳۲۷۶)

[3] تاریخ الاسلام از ذہبی (۷۳۴/۵)

[4] الأمالي الخميسية (۱۲۴/۱، حدیث نمبر: ۴۷۵)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من قرأ سورة الكهف يوم الجمعة غفر له من الجمعة إلى الجمعة وزيادة ثلاثة أيام، وأعطي نورا يبلغ إلى السماء، ووقي فتنة الدجال. ومن قرأ خمس آيات من آخر سورة الكهف حين يأخذ مضجعه من فراشه تحفظه، ويبعثه الله عز وجل أي الليل شاء».

ہمیں خبر دی ابراہیم نے، انھوں نے کہا کہ **محمد بن احمد** نے کہا، کہ ہمیں **محمد بن علی** نے خبر دی، انھوں نے کہا کہ ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہمیں **یوسف** نے خبر دی، وہ شیبان سے روایت کرتے ہیں، آپ نے کہا کہ ہم سے **مسلم بن مالک** نے بیان کیا، وہ ابو عتبہ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعے کے دن سورۂ کہف پڑھا اس کے آنے والے جمعہ اور مزید تین دنوں کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، اور اسے ایسا نور عطا کیا جائے گا جو آسمان تک پہنچتا ہے، اور اسے دجال کے فتنے سے محفوظ رکھا جائے گا۔ اور جو سورۂ کہف کی آخری پانچ آیتیں اپنے بستر پر لیٹ کر پڑھے گا تو یہ آیات اس کی حفاظت کریں گی، اور رات کے جس حصے میں چاہے اللہ اسے بیدار کر دے گا۔

اس حدیث میں ابو عتبہ اسماعیل بن عیاش ہیں۔

یہ سند بھی **ضعیف جدا** ہے، اس کی کئی وجوہات ہیں:

۱۔ابو عتبہ اسماعیل بن عیاش کے بارے میں کلام گزر چکا۔

۲۔ یوسف: یوسف بن عطیہ صفار ہیں۔ امام بخاری نے «منکر الحدیث»[1] کہا ہے۔ امام نسائی[2]، دار قطنی[3] اور ابن حجر[4] وغیرہ نے انھیں «متروک» قرار دیا ہے۔

۳۔ اسماعیل: اسماعیل بن عمرو بجلی ہیں۔ ابو حاتم رازی[5]، ابن عقدہ[6]، ابن عدی[7] اور دار قطنی[8] نے انھیں ضعیف قرار دیا ہے۔ عقیلی نے کہا: «في حديثه مناكير، ويحيل على من لا يحتمل»[9] ان کی احادیث میں منکر روایتیں ہیں، اور ایسے لوگوں سے روایت کرتے ہیں جو قابل قبول نہیں ہیں۔ ازدی نے انھیں "منکر الحدیث"[10] کہا ہے۔ خطیب بغدادی نے فرمایا: «صاحب غرائب ومناكير عن سفيان الثوري وعن غيره»[11] سفیان ثوری وغیرہ سے غریب اور منکر روایتیں بیان کرنے والے ہیں۔

---

[1] التاریخ الکبیر (۳۸۷/۸، ترجمہ نمبر: ۳۴۲۴)

[2] الضعفاء والمتروکون از نسائی (ص: ۱۰۶، ترجمہ نمبر: ٦١٧)

[3] سؤالات البرقاني للدار قطني (ص: ۷۳، سوال نمبر: ۵۶۹)

[4] تقريب التهذيب (ص: ٦١١، ترجمہ نمبر: ۷۸۷۳)

[5] الجرح والتعدیل از ابن ابو حاتم (۱۹۰/۲، ترجمہ نمبر: ٦٤٣)

[6] لسان المیزان (۱۵۵/۲، ترجمہ نمبر: ۱۲۱۳)

[7] الکامل (۵۲۵/۱، ترجمہ نمبر: ۱۵۰)

[8] الضعفاء والمتروکون از دار قطنی (۱۳۱/۱، ترجمہ نمبر: ۵۵۵)

[9] الضعفاء الکبیر (۸٦/۱، ترجمہ نمبر: ۹۹)

[10] لسان المیزان (۱۵۵/۲، ترجمہ نمبر: ۱۲۱۳)

[11] تاریخ بغداد (٦٢/۱)

شیبان اور مسلم بن مالک کے بارے میں واقفیت نہ ہو سکی۔

خلاصہ: عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی سندوں میں اتنا سخت اختلاف دیکھنے سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے، واللہ اعلم۔

★★★

اس حدیث کو ابو عباس مستغفری نے "فضائل القرآن"[1] میں روایت کی ہے، آپ نے فرمایا:

أخبرنا أبو علي زاهر بن أحمد، أخبرنا علي بن محمد بن الفرج الثغري أبو القاسم الأهوازي بها، حدثنا سليمان بن الربيع، حدثنا غسان بن مضر العقيلي -وكان ينزل الأزد-، عن محمد بن جحادة، عن أبي صالح، عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من قرأ سورة الكهف يوم الجمعة أو ليلة الجمعة وكل الله تعالى به سبعين ألف ملك يصلون عليه ويستغفرون له، وكانت له نورا ساطعا من حين يتلوها إلى مكة».

ہمیں ابو علی زاہر بن احمد نے خبر دی، انھوں نے کہا کہ ہمیں علی بن محمد بن فرج ثغری ابو القاسم اہوازی نے اہواز میں خبر دی، انھوں نے کہا کہ ہم سے سلیمان بن ربیع نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہم سے غسان بن مضر عقیلی نے بیان کیا جو ازد میں مقیم تھے، وہ محمد بن جحادہ سے، وہ ابو صالح سے، وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن یا رات میں سورۂ کہف کی تلاوت کی اللہ تعالی

---

[1] فضائل القرآن (۲/۵٦۱، حدیث نمبر: ۸۱۵)

اس پر ستر ہزار فرشتوں کو لگا دیتا ہے جو اس کے لیے رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ اور اس کے لیے اس کے تلاوت کی جگہ سے مکہ تک بلند نور ہو گا۔

یہ سند **ضعیف جدا** ہے، کیوں کہ اس میں سلیمان بن ربیع کوفی نہدی ہیں، دار قطنی[1] نے انھیں «متروک» قرار دیا ہے۔

مستغفری کی "فضائل القرآن" کے محقق ڈاکٹر فارس سلوم نے اس حدیث کو «منکر» کہا ہے۔

★★★

1علل الدار قطنی (۱۰۴/۸، حدیث نمبر: ۱۴۲۸)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ (ت ٦٣ھ) کی حدیث

اس حدیث کو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے قیس بن عباد نے، ان سے ابو مجلز لاحق بن حمید نے اور ان سے ابو ہاشم رمانی نے روایت کی ہے۔ پھر ابو ہاشم رمانی سے سفیان ثوری، ہشیم، شعبہ اور قتیبہ بن مہران نے روایت کی ہے۔

سفیان ثوری عن أبی ہاشم:

ابو عباس مستغفری نے "فضائل القرآن"[1] میں اور امام بیہقی نے اپنی کتاب "شعب الإيمان"[2] میں اس حدیث کو روایت کی ہے، فرماتے ہیں:

أخبرنا أبو نصر بن قتادة، حدثنا أبو الحسن علي بن الفضل بن محمد بن عقيل، حدثنا أبو شعيب الحراني، حدثنا علي بن عبد الله بن المديني، حدثنا قبيصة بن عقبة، حدثنا سفيان، عن أبي هاشم، عن أبي مجلز، عن قيس بن عباد، عن أبي سعيد الخدري قال: «من قرأ سورة الكهف يوم الجمعة فأدرك الدجال لم يسلط عليه - أو قال: لم يضره -، ومن قرأ خاتمة سورة الكهف أضاء له نورا من حيث كان بينه وبين مكة».

مجھے ابو نصر بن قتادہ نے خبر دی، انھوں نے کہا کہ ہم سے ابو الحسن علی بن فضل بن محمد بن عقیل نے بیان کیا، ان کا کہنا ہے کہ ہم سے ابو شعیب حرانی نے بیان کیا، انھوں نے کہا

---

[1] فضائل القرآن (٢/٥٦٤، حدیث نمبر: ٨٢٤) اس میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام ساقط ہے۔

[2] شعب الایمان (٤/٤٣٦، حدیث نمبر: ٢٧٧٦)

کہ ہم سے علی بن عبد اللہ بن مدینی نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہم سے سفیان (ثوری) نے بیان کیا، وہ ابو ہاشم سے، وہ ابو مجلز سے، وہ قیس بن عباد سے، اور وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا اس پر دجال مسلط نہیں کیا جائے گا، یا دجال اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اور جو شخص سورۂ کہف کی آخری آیات پڑھے گا اللہ اس کے لئے اس کے اور مکہ کے درمیان نور روشن کر دے گا۔

اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں سوائے دو راویوں کے:

ا۔ قبیصہ بن عقبہ، حافظ ابن حجر نے انھیں «صدوق»[1] کہا ہے۔

۲۔ ابو حسن علی بن فضل بن محمد بن عقیل، کیوں کہ نایف منصوری نے "الروض الباسم"[2] میں ان کے بارے میں «صدوق ما لم یخالف» کہا ہے، یعنی اگر یہ مخالفت نہ کریں تو صدوق ہیں۔

"شعب الإیمان" کے محقق ڈاکٹر عبد العلی کہتے ہیں: «إسناده فيه من لم أعرفه، وبقية رجاله ثقات» اس سند میں کچھ ایسے راوی ہیں جن کو میں نہیں جان سکا، اس کے علاوہ باقی راوی ثقہ ہیں۔ اس کے بعد آپ نے کہا: «أبو الحسن علي بن الفضل

---

[1] تقریب التهذیب (۱/۴۵۳، ۵۵۱۳)

[2] الروض الباسم فی تراجم شیوخ الحاکم (۱/۷۲۸، ترجمہ نمبر: ۶۲۶)

بن محمد بن عقيل لم أجد له ترجمة» ابو حسن علی بن فضل بن محمد بن عقیل کی سوانح میں نہیں پاسکا۔

لیکن نایف منصوری نے ان کو صدوق کہا ہے، اسی طرح حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ان کا ترجمہ اپنی "تأريخ الإسلام" میں ذکر کیا ہے[1]۔

اس حدیث کو سفیان ثوری سے قبیصہ بن عقبہ کے علاوہ وکیع بن جراح، عبد الرحمن بن مہدی اور عبد الرزاق بن ہمام نے بھی روایت کی ہے، لیکن ان لوگوں نے جمعہ کے دن کا تذکرہ نہیں کیا ہے، ان کے طرق ملاحظہ فرمائیں:

وکیع کی روایت کو نُعیم بن حماد نے اپنی کتاب "الفتن"[2] میں روایت کی ہے، آپ فرماتے ہیں: حدثنا وكيع، عن سفيان، عن أبي هاشم، عن أبي مجلز، عن قيس بن عباد، عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: «من قرأ سورة الكهف كما أنزلت أضاء له ما بينه وبين مكة، ومن قرأ آخرها ثم أدرك الدجال لم يسلط عليه».

ہم سے وکیع نے بیان کیا، وہ سفیان سے، وہ ابو ہاشم سے، وہ ابو مجلز سے، وہ قیس بن عباد سے، اور وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص سورۂ کہف ویسی پڑھے گا جیسے نازل کی گئی ہے تو اللہ اس کے لئے اس کے اور مکہ کے درمیان

---

[1] ملاحظہ فرمائیں: تاریخ الاسلام (۸/۱۱۷)

[2] الفتن (۲/۵۶۳، حدیث نمبر: ۱۵۷۹)

نور روشن کر دے گا۔اور جو اس کی آخری آیات پڑھے گا اور دجال کو پالے گا تو دجال اس پر مسلط نہیں کیا جائے گا۔

عبد الرحمن بن مہدی کی روایت کو نعیم بن حماد نے "الفتن"[1] میں، امام نسائی نے "السنن الکبری"[2] اور "عمل الیوم واللیلة"[3] میں، اور امام حاکم نے "المستدرك"[4] میں: یہ سب عبد الرحمن بن مہدی کی طریق سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: حدثنا سفيان، عن أبي هاشم، عن أبي مجلز، عن قيس بن عباد، عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: «من قرأ سورة الكهف كما أنزلت، ثم أدرك الدجال لم يسلط عليه، أو لم يكن له عليه سبيل، ومن قرأ سورة الكهف كان له نور من حيث قرأها ما بينه وبين مكة».

ہم سے سفیان (ثوری) نے بیان کیا، وہ ابوہاشم سے، وہ ابو مجلز سے، وہ قیس بن عباد سے، اور وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا اس پر دجال مسلط نہیں کیا جائے گا، یا اس کے لئے اس تک

---

[1] الفتن (۵۶۴/۲، حدیث نمبر: ۱۵۸۲)

[2] السنن الکبری (۳۴۸/۹، حدیث نمبر: ۱۰۷۲۴)

[3] عمل اليوم والليلة (ص: ۵۲۹، حدیث نمبر: ۹۵۴)

[4] المستدرك (۵۵۷/۴، حدیث نمبر: ۸۵۶۲) و (۷۵۲/۱، حدیث نمبر: ۲۰۷۳)

پہنچنے کی کوئی راہ نہ ہوگی۔ اور جو شخص سورۂ کہف پڑھے گا اللہ اس کے لئے اس کے پڑھنے کی جگہ اور مکہ کے درمیان نور روشن کردے گا۔

نعیم بن حماد اور امام حاکم کے یہاں دوسرا جملہ نہیں ہے۔

امام حاکم نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرمایا: «هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه» یہ صحیح الاسناد حدیث ہے، اس کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت نہیں کیا ہے۔

عبد الرزاق کی روایت خود ان کی مصنف [1] میں موجود ہے، آپ فرماتے ہیں: عن الثوري، عن أبي هاشم الواسطي، عن أبي مجلز، عن قيس بن عباد، عن أبي سعيد الخدري قال: «من توضأ، ثم فرغ من وضوئه فقال: سبحانك اللهم وبحمدك، أشهد أن لا إله إلا الله، أستغفرك وأتوب إليك، ختم عليها بخاتم ثم وضعت تحت العرش، فلم تكسر إلى يوم القيامة. ومن قرأ سورة الكهف كما أنزلت، ثم أدرك الدجال لم يسلط عليه، ولم يكن له عليه سبيل، ورفع له نور من حيث يقرأها إلى مكة».

عبد الرزاق ثوری سے، وہ ابو ہاشم واسطی سے، وہ ابو مجلز سے، وہ قیس بن عباد سے، اور وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس شخص نے وضو کیا، اور وضو سے فارغ ہو کر دعا پڑھی: «سبحانك اللهم وبحمدك، أشهد أن

---

[1] مصنف عبد الرزاق (۱/۱۸۶، حدیث نمبر: ۷۳۰) و (۳/۳۷۷، حدیث نمبر: ۶۰۲۳)

لا إله إلا الله، أستغفرك وأتوب إليك›› تو اس کلمے پر مہر لگا کر عرش کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے، پھر اسے قیامت تک نہیں توڑا جائے گا۔ اور جو شخص سورۂ کہف کی ہو بہو تلاوت کرتا ہے تو اگر اس نے دجال کو پایا تو دجال اس پر مسلط نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اس کے لئے اس تک پہنچنے کی کوئی راہ ہو گی، اور اس کے لیے اس کے پڑھنے کی جگہ سے مکہ تک نور بلند کیا جائے گا۔

اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

ان تمام طرق پر ایک نظر ڈالنے سے دو اہم باتیں معلوم ہوتی ہیں:

پہلی بات یہ کہ اس حدیث کو سفیان ثوری سے روایت کرنے والے سارے رواۃ نے موقوفاً روایت کی ہے۔

دوسری بات یہ کہ سفیان ثوری سے روایت کرنے والے کسی بھی راوی نے سورۂ کہف کی اس فضیلت میں جمعہ کے دن یا رات کا تذکرہ نہیں کیا ہے، سوائے قبیصہ بن عقبہ کے، حالاں کہ ان کے بمقابل اس حدیث کو سفیان ثوری سے وکیع بن جراح، عبد الرحمن بن مہدی اور عبد الرزاق بن ہمام جیسے حفاظ نے بھی روایت کی ہے لیکن ان میں سے کسی نے بھی جمعہ کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

قبیصہ بن عقبہ ثقہ ہیں، مگر اس درجے کے بھی حافظ اور ثقہ نہیں ہے کہ ان کے اس تفرد کو قبول کیا جا سکے، خاص طور پر سفیان ثوری سے روایت کرنے میں تو ان کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا، کیوں کہ ہارون بن عبد اللہ حمال کے مطابق آپ چھوٹی عمر یعنی سولہ سال کی

عمر میں سفیان ثوری کی مجلس میں شریک ہوئے تھے[1]، اسی لیے یحیی بن معین نے فرمایا کہ قبیصہ سوائے سفیان ثوری کی حدیث کے تمام لوگوں سے روایت کرنے میں ثقہ ہیں، سفیان سے روایت کرنے میں اتنے قوی نہیں ہیں، کیوں کہ انھوں نے سفیان سے بچپن میں حدیثیں سنی تھیں[2]۔اسی طرح آپ نے یہ بھی کہا: «قبيصة ليس بحجة في سفيان»[3] قبیصہ سفیان ثوری سے روایت کرنے میں حجت نہیں ہیں۔

اسی طرح امام احمد سے جب پوچھا گیا کہ قبیصہ سفیان سے روایت کرنے میں کیسے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: «كان كثير الغلط» بہت غلطی کرتے تھے، پھر پوچھا گیا کہ سفیان ثوری کے علاوہ سے روایت کرنے میں کیسے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ صالح اور ثقہ تھے، ان کی دین داری میں کوئی شبہ نہیں، حدیث کے بارے میں کون سی چیز ان کے پاس نہیں تھی! کہا جاتا ہے کہ وہ بہت زیادہ حدیثوں والے تھے[4]۔

اسی طرح ایک مرتبہ جب امام احمد کے سامنے عبد الرحمن بن مہدی اور ابو نعیم جیسے اعلام کے ساتھ قبیصہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے ان کو کوئی اہمیت نہ دی[5]۔

---

[1] تہذیب الکمال (۲۳/۴۸۸)

[2] الجرح والتعدیل (۷/۱۲۶)

[3] تاریخ ابن معین - روایۃ ابن محرز - (ص: ۱۱۴، ترجمہ نمبر: ۵۴۹)

[4] تاریخ بغداد (۱۲/۴۷۰)

[5] الجرح والتعدیل (۶/۱۲۶)

بلکہ امام ابو داود کا کہنا یہ بھی ہے کہ امام احمد قبیصہ کی حدیثیں بیان ہی نہیں کرتے تھے[1]۔

اسی طرح صالح بن محمد حافظ کہتے ہیں: «كان رجلا صالحا، إلا أنهم تكلموا في سماعه من سفيان»[2] قبیصہ نیک آدمی تھے، مگر سفیان ثوری سے ان کے سماع پر اہل علم نے کلام کیا ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں جمعہ کے دن کا ذکر کرنے میں قبیصہ تنہا ہیں، اور بڑے بڑے ائمہ، حفاظ، ثقات اور اثبات کی مخالفت کر رہے ہیں، بنا بریں ان کی یہ مخالفت غیر معتبر ہے، اور جمعہ کا تذکرہ اس حدیث میں غیر محفوظ ہے۔

ہشیم عن ابی ہاشم:

امام حاکم نے "المستدرك"[3] میں، ان سے امام بیہقی نے "السنن الصغیر"[4]، "السنن الکبری"[5] اور "الدعوات الکبیر"[6] میں، اور ان ہی کی طریق سے

---

[1] سؤالات الآجري (ص:١٤٨)

[2] تاریخ بغداد (١٢/٤٧٠)

[3] المستدرك (٢/٣٩٩، حدیث نمبر: ٣٣٩٢)

[4] السنن الصغیر (١/٢٣٣، حدیث نمبر: ٦٠٦)

[5] السنن الکبری (٣/٣٥٣، حدیث نمبر: ٥٩٩٦)

[6] الدعوات الکبیر (٢/١٣٣، حدیث نمبر: ٥٢٦)

ابن حجر نے "نتائج الأفكار"[1] میں روایت کی ہے، امام حاکم نے فرمایا: حدثنا أبو بكر محمد بن المؤمل، ثنا الفضل بن محمد الشعراني، ثنا نعيم بن حماد، ثنا هشيم، أنبأ أبو هاشم، عن أبي مجلز، عن قيس بن عباد، عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «إن من قرأ سورة الكهف يوم الجمعة أضاء له من النور ما بين الجمعتين».

ہم سے ابو بکر محمد بن مؤمل نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے فضل بن محمد شعرانی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے نعیم بن حماد نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابو ہاشم نے خبر دی، وہ ابو مجلز سے، وہ قیس بن عباد سے، اور وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا اس کے لیے اللہ دو جمعوں کے درمیان نور روشن کر دے گا۔

اس سند کے تمام رواۃ ثقہ ہیں، سوائے نعیم بن حماد کے، حافظ ابن حجر نے فرمایا: «صدوق يخطىء كثيرا»[2] صدوق ہیں اور بہت غلطی کرتے ہیں۔

اس حدیث کو ہشیم سے نعیم بن حماد کے علاوہ یزید بن مخلد بن یزید نے بھی روایت کی ہے، لیکن ان کے الفاظ مختلف ہیں، **یزید کی روایت** کو امام بیہقی نے "فضائل

---

[1] نتائج الأفكار (۳۸/۵)

[2] تقريب التهذيب (ص: ۵۴۶، ترجمہ نمبر: ۷۱۶۶)

الأوقات"[1] اور "شعب الإیمان"[2] میں دو مختلف سندوں سے روایت کی ہے، تینوں سندوں میں آپ اس حدیث کو یزید بن مخلد کی طریق سے روایت کرتے ہیں کہ یزید نے فرمایا: حدثنا هشيم، عن أبي هاشم الرماني، عن أبي مجلز، عن قيس بن عباد، عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من قرأ سورة الكهف في يوم الجمعة أضاء له من النور ما بينه وبين البيت العتيق».

ہم سے ہشیم نے بیان کیا، وہ ابوہاشم رمانی سے، وہ ابو مجلز سے، وہ قیس بن عباد سے، وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے، اور وہ اللہ کے رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا اللہ اس کے لیے اس کے اور خانہ کعبہ کے درمیان نور روشن کردے گا۔

---

[1] فضائل الاوقات (ص: ۵۰۲، حدیث نمبر: ۲۷۹)

[2] شعب الإیمان (۸۶/۴، بعد حدیث: ۲۲۲۰)، (۴۳۷/۴)، بعد حدیث: ۲۷۷۷) ان دونوں جگہوں میں یزید بن مخلد کی جگہ یزید بن خالد مذکور ہے جو کہ تصحیف ہے، شعب الایمان کے محقق ڈاکٹر عبد العلی نے بھی اس کی نشان دہی کی ہے۔

یزید بن مخلد کا تذکرہ ابن ابو حاتم نے "الجرح والتعدیل"[1] میں اور حافظ ذہبی نے "تأریخ الإسلام"[2] میں کیا ہے، لیکن ان کی حالت کے بارے میں کچھ بھی ذکر نہیں کیا ہے۔

"شعب الإیمان" کے محقق ڈاکٹر عبد العلی نے اس حدیث کی سند کو مطلقا حسن اور "فضائل الأوقات" کے محقق عدنان قیسی نے متابعت کی وجہ سے حسن کہا ہے۔

حاصل یہ کہ نعیم بن حماد اور یزید بن مخلد نے اس حدیث کو ہشیم سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

لیکن ہشیم کے کچھ اور شاگردان جیسے ابو عبید قاسم بن سلام، سعید بن منصور، احمد بن خلف، ابو نعمان محمد بن فضل سدوسی اور زید بن سعید واسطی نے ان دونوں کی مخالفت کی ہے، انھوں نے ہشیم سے اس حدیث کو موقوفاً روایت کی ہے:

چناں چہ ابو عبید **قاسم بن سلّام کی روایت** ان کی کتاب "فضائل القرآن"[3] میں موجود ہے، اور ان ہی کے طریق سے ذہبی نے "تأریخ الإسلام"[4] میں اور ابن حجر نے "نتائج الأفکار"[5] میں روایت کی ہے، آپ نے فرمایا: حدثنا هشيم، قال:

---

[1] الجرح والتعدیل (۹/۲۹۱)

[2] تاریخ الاسلام (۵/۵۷۵)

[3] فضائل القرآن (۲/۵۲، حدیث نمبر: ۴۵۹)

[4] تأریخ الاسلام (۶۹۳/۷) علی بن محمد بن مہرویہ کے ترجمے میں۔

[5] نتائج الأفکار (۳۸/۵)

أخبرنا أبو هاشم، عن أبي مجلز، عن قيس بن عباد، عن أبي سعيد الخدري قال: «من قرأ سورة الكهف يوم الجمعة أضاء له من النور ما بينه وبين البيت العتيق». قال أبو عبيد: كان شعبة فيما يروى عنه يزيد في هذا الحديث عن أبي هاشم بهذا الإسناد قوله: من قرأ سورة الكهف كما أنزلت.

ہم سے ہشیم نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہمیں ابوہاشم نے خبر دی، وہ ابو مجلز سے، وہ قیس بن عباد سے، اور وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا اللہ اس کے لیے اس کے اور خانہ کعبہ کے درمیان نور روشن کردے گا۔ ابو عبید نے فرمایا: شعبہ جب اس روایت کو ابوہاشم سے اسی سند سے روایت کرتے تھے تو «من قرأ سورة الكهف كما أنزلت» کے الفاظ کرتے تھے، یعنی جس نے اس طرح سورۂ کہف کی تلاوت کی جیسے وہ نازل کی گئی ہے۔

حافظ ابن حجر نے اس روایت کو بیان کرنے کے بعد فرمایا: «هذا حديث حسن» یہ حسن حدیث ہے۔

ابو عبید نے «كما أنزلت» کی تفسیر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے مراد تمام وجوہ قراءت کے ساتھ پڑھنا ہے، لیکن حافظ ابن حجر نے آپ کا تعاقب کرتے ہوئے کہ بظاہر ایسا

لگتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی پوری سورت کسی حسی اور معنوی نقص کے بغیر پڑھے[1]۔

سعید بن منصور کی روایت کو ابن نصر دمشقی نے اپنی کتاب فوائد[2] میں اور ان ہی کی طریق سے امام بیہقی نے "شعب الإیمان"[3] میں روایت کی ہے، سعید بن منصور نے فرمایا:

حدثنا هشيم، حدثنا أبو هاشم، عن أبي مجلز، عن قيس بن عباد، عن أبي سعيد الخدري قال: «من قرأ سورة الكهف يوم الجمعة أضاء له من النور ما بينه وبين البيت العتيق».

ہم سے ہشیم نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہم سے ابو ہاشم نے بیان کیا، وہ ابو مجلز سے، وہ قیس بن عباد سے، اور وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا اللہ اس کے لیے اس کے اور خانہ کعبہ کے درمیان نور روشن کردے گا۔

---

[1] نتائج الأفکار (۵/۴۳) ابو عبید کی "فضائل القرآن" میں ان کے اس جملے میں سقط ہے، جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے محقق نے تین نقطے رکھ دیے ہیں، لیکن ابن حجر کی کتاب سے ان کا یہ ساقط جملہ معلوم ہو گیا، والحمد للہ علی ذلک۔

[2] فوائد ابن نصر (ص: ۱۰۹، حدیث نمبر: ۱۲۳)

[3] شعب الإیمان (۴/۸۶، حدیث نمبر: ۲۲۲۰)

احمد بن خلف کی روایت کو ابن ضریس نے "فضائل القرآن"[1] میں، ان سے خطیب بغدادی نے "تأریخ بغداد"[2] میں محمد بن ایوب رازی عن احمد بن خلف کے طریق سے روایت کی ہے، ابن ضریس اور محمد بن ایوب فرماتے ہیں: أخبرنا أحمد بن خلف البغدادي، قال: حدثنا هشيم، عن أبي هاشم، عن أبي مجلز، عن قيس بن عباد، عن أبي سعيد رضي الله عنه قال: «من قرأ سورة الكهف يوم الجمعة أضاء له من النور ما بينه وبين البيت العتيق».

ہم سے احمد بن خلف بغدادی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا، وہ ابو ہاشم سے، وہ ابو مجلز سے، وہ قیس بن عباد سے، اور وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا اللہ اس کے لیے اس کے اور خانہ کعبہ کے درمیان نور روشن کردے گا۔

احمد بن خلف بغدادی کو خطیب بغدادی نے اس حدیث کو روایت کرنے سے پہلے غیر مشہور کہا ہے، مگر ابن حجر نے "لسان المیزان"[3] میں «حديثه مستقيم» کہا ہے، یعنی ان کی حدیث ٹھیک ٹھاک ہے۔

---

[1] فضائل القرآن (ص: ۹۹، حدیث نمبر: ۲۱۱)

[2] تاریخ بغداد (۴/۳۵۸، ترجمہ نمبر: ۲۱۲۸)

[3] لسان المیزان (۱/۴۵۲، ترجمہ نمبر: ۴۹۶)

ابو نعمان **محمد بن فضل سدوسی** کی روایت کو امام دارمی نے سنن[1] میں، ان ہی کے طریق سے ابن حجر نے "نتائج الأفکار "[2] میں روایت کی ہے، آپ فرماتے ہیں: حدثنا أبو النعمان، حدثنا هشيم، حدثنا أبو هاشم، عن أبي مجلز، عن قيس بن عباد، عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: «من قرأ سورة الكهف ليلة الجمعة أضاء له من النور فيما بينه وبين البيت العتيق».

ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو ہاشم نے بیان کیا، وہ ابو مجلز سے، وہ قیس بن عباد سے، اور وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کی رات سورۂ کہف پڑھے گا اللہ اس کے لیے اس کے اور خانہ کعبہ کے درمیان نور روشن کردے گا۔

محمد بن فضل سدوسی ثقہ راوی ہیں۔

سنن دارمی کے محقق حسین سلیم دارانی نے کہا: «إسناده صحيح إلى أبي سعيد، وهو موقوف عليه» ابو سعید رضی اللہ عنہ تک اس کی سند صحیح ہے، اور ان پر موقوف ہے۔

---

1 سنن الدارمی (۴/۲۱۴۳، حدیث نمبر: ۳۴۵۰)

2 نتائج الأفكار (۵/۴۰)

زید بن سعید واسطی کی روایت کو ابو عباس **مستغفری** نے "فضائل القرآن"[1] میں

روایت کی ہے، آپ نے فرمایا: أخبرنا محمد بن علي بن الحسين، أخبرنا أبو يعلى، حدثني موسى بن هارون الزيات، حدثنا زيد بن سعيد الواسطي أبو علي، حدثنا هشيم، أخبرنا أبو هاشم، عن أبي مجلز، عن قيس بن عباد، عن أبي سعيد الخدري قال: «من قرأ سورة الكهف يوم الجمعة أضاء له النور ما بينه وبين البيت العتيق».

ہمیں خبر دی محمد بن علی بن حسین نے، انھوں نے کہا کہ ہمیں ابو یعلی نے خبر دی، انھوں نے کہا کہ مجھ سے موسی بن ہارون زیات نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہم سے زید بن سعید واسطی ابو علی نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہمیں ابو ہاشم نے خبر دی، وہ ابو مجلز سے، وہ قیس بن عباد سے، اور وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا اللہ اس کے لیے اس کے اور خانہ کعبہ کے درمیان نور روشن کر دے گا۔

"فضائل القرآن" کے محقق احمد بن فارس سلوم نے اسے صحیح کہا ہے۔

معلوم ہوا کہ اس حدیث کو ہشیم سے روایت کرنے میں ان کے شاگردوں کے درمیان اختلاف ہے، چناں چہ نعیم بن حماد اور یزید بن مخلد نے اس حدیث کو ہشیم سے

---

[1] فضائل القرآن (۵۶۲/۲، حدیث نمبر: ۸۱۷)

مرفوعاً روایت کی ہے، اور ابو عبید قاسم بن سلام، سعید بن منصور، احمد بن خلف، ابو نعمان محمد بن فضل سدوسی اور زید بن سعید واسطی نے ہشیم سے اس حدیث کو موقوفاً روایت کی ہے۔

راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث موقوفاً صحیح ہے، اس کی دو وجوہات ہیں:

پہلی وجہ یہ ہے کہ موقوفاً روایت کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہے، چناں چہ پانچ رایوں نے موقوفاً اور دو راویوں نے مرفوعاً روایت کی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ موقوف روایت کرنے والے راوی جیسے ابو عبید قاسم بن سلام، سعید بن منصور اور ابو نعمان محمد بن فضل سدوسی ثقات اور حفاظ ہیں، اسی طرح احمد بن خلف بھی مستقیم الحدیث ہیں۔ مگر مرفوع روایت کرنے والے نعیم بن حماد صدوق ہیں جو حدیثیں روایت کرنے میں غلطیاں بھی کرتے ہیں، اور یزید بن مخلد تو مجہول الحال ہیں۔

اسی لیے امام بیہقی نے فرمایا: «وهذا هو المحفوظ موقوف»[1] اس حدیث کا موقوف ہونا ہی محفوظ ہے۔

ابن حجر نے فرمایا: «واختلف على هشيم في رفعه ووقفه، والذين وقفوه عنه أكثر وأحفظ»[2] اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے میں ہشیم پر اختلاف کیا گیا ہے، لیکن جن لوگوں نے اس حدیث کو موقوفاً روایت کی ہے وہ (عدد) میں زیادہ اور حفظ میں پختہ ہیں۔

---

1 شعب الإيمان (۸۶/۴)

2 نتائج الأفكار (۳۹/۵)

رہی بات یہ کہ ہشیم بن بشیر واسطی تدلیس میں مشہور ہیں، تو کیا ان کی اس حدیث میں تدلیس کا خدشہ نہیں ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں ان کی تدلیس کا خدشہ نہیں ہے، اس کی تین وجوہات ہیں:

پہلی وجہ یہ ہے کہ ہشیم نے اپنے شیخ ابو ہاشم رمانی سے روایت کرتے ہوئے «أنبأنا» کی صراحت کی ہے، جیسا کہ نعیم بن حماد کی روایت میں ہے۔ اسی طرح «أخبرنا» کی صراحت کی ہے، جیسا کہ قاسم بن سلام اور زید بن سعید واسطی کی روایت میں ہے۔ اسی طرح «حدثنا» کی صراحت کی ہے، جیسا کہ سعید بن منصور اور ابو نعمان محمد بن فضل سدوسی کی روایت میں ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس حدیث کو ہشیم سے روایت کرنے والوں میں سے سعید بن منصور بھی ہیں، جنھوں نے ہشیم سے بڑے احتیاط کے ساتھ صرف وہ روایتیں لی ہیں جن میں ہشیم نے تدلیس نہیں کی ہے، امام طحاوی فرماتے ہیں: «هو أضبط الناس لألفاظ هشيم، وهو الذي ميز للناس ما كان هشيم يدلس به من غيره»[1] وہ (یعنی سعید بن منصور) ہشیم کے الفاظ کو اچھی طرح یاد رکھنے والے ہیں، اور یہی وہ ہیں جنھوں نے لوگوں کے لیے ہشیم کی مدلس اور غیر مدلس روایتوں کو الگ الگ کیا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ ہشیم اس روایت کو ابو ہاشم رمانی سے روایت کرنے میں منفرد نہیں ہیں، بلکہ سفیان ثوری، شعبہ بن حجاج اور قتیبہ بن مہران نے ان کی متابعت کی ہے۔

---

[1] شرح معانی الآثار (۱/۳۸۶)

یہاں ایک بڑا اشکال یہ ہے کہ عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا: «حدثنا هشيم، عن أبي هاشم، عن أبي مجلز، عن قيس بن عباد، عن أبي سعيد الخدري قال: إذا توضأ الرجل فقال: سبحانك اللهم وبحمدك. قال أبي: لم يسمعه هشيم من أبي هاشم»[1]۔

ہم سے ہشیم نے بیان کیا، وہ ابو ہاشم سے، وہ ابو مجلز سے، وہ قیس بن عباد سے، اور وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب آدمی وضو کرلے اور یہ دعا پڑھے: «سبحانك اللهم وبحمدك»۔ میرے والد نے کہا: اس حدیث کو ہشیم نے ابو ہاشم سے نہیں سنا ہے۔

امام احمد کے اس قول کی وجہ سے بعض لوگوں نے دعوی کیا کہ جمعے کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی فضیلت والی حدیث ہشیم کی تدلیس کی وجہ سے محفوظ نہیں ہے، بلکہ ہشیم نے اس کو اپنے شیخ ابو ہاشم سے نہیں سنا ہے۔

حالاں کہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ امام احمد نے سورۂ کہف والی حدیث کے بارے میں یہ بات نہیں کہی ہے، بلکہ ہشیم کے نہ سننے کی بات وضو کے بعد «سبحانك اللهم وبحمدك» پڑھنے والی دعا کے بارے میں کہی ہے، اور یہ حق ہے، کیوں کہ امام احمد کے علاوہ اس حدیث کو ہشیم سے جن لوگوں نے بھی روایت کی ہے انھوں نے ان کی طریق سے صرف سورۂ کہف والی حدیث ذکر کی ہے، وضو کے بعد والی دعا نہیں، چناں چہ جب ہشیم

---

[1] العلل ومعرفة الرجال- بروایت عبد اللہ- (۲/۲۵۱، نمبر: ۲۱۵۳)

نے امام احمد سے اس حدیث کو بیان کیا تو اس میں وضو کے بعد پڑھی جانے والی دعا کو تدلیساً ذکر کر دیا، اور امام احمد چوں کہ امام علل ہیں وہ اس کو بھانپ گئے اور ان کے سماع کی نفی کر دی، واللہ اعلم۔

شعبہ عن ابی ہاشم:

امام نسائی نے "السنن الكبرى "[1] اور "عمل اليوم والليلة "[2] میں، امام طبرانی نے "المعجم الأوسط "[3] میں، امام حاکم نے "المستدرك "[4] میں، ابو عباس مستغفری نے "فضائل القرآن "[5] میں، محمد بن یحیی نے "قوارع القرآن "[6] میں، امام حاکم سے امام بیہقی نے "شعب الإيمان "[7] میں، طبرانی کی طریق سے ابن حجر نے "نتائج الأفكار "[8] میں روایت کی ہے، ان سب نے یحیی بن کثیر عنبری کی طریق سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: حدثنا شعبة، عن أبي هاشم الرماني، عن أبي مجلز، عن قيس بن

---

[1] السنن الکبری (۳۴۸/۹، حدیث نمبر: ۱۰۷۲۲)

[2] عمل اليوم والليلة (ص: ۵۲۸، حدیث نمبر: ۹۵۲)

[3] المعجم الأوسط (۱۲۳/۲، حدیث نمبر: ۱۴۵۵)

[4] المستدرك (۷۵۲/۱، حدیث نمبر: ۲۰۷۲)

[5] فضائل القرآن (۵۶۱/۲، حدیث نمبر: ۸۱۶)

[6] قوارع القرآن (ص: ۱۲۰، حدیث نمبر: ۶۵)

[7] شعب الإيمان (۸۶/۴، بعد حدیث: ۲۲۲۱) (۲۶۸/۴، حدیث نمبر: ۲۴۹۹)

[8] نتائج الأفكار (۳۹/۵)

عباد، عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من قرأ سورة الكهف كانت له نورا يوم القيامة من مقامه إلى مكة، ومن قرأ بعشر آيات من آخرها ثم خرج الدجال لم يضره، ومن توضأ فقال: سبحانك اللهم وبحمدك، لا إله إلا أنت، أستغفرك وأتوب إليك، كتب في رق، ثم جعلت في طابع، فلم يكسر إلى يوم القيامة».

ہم سے شعبہ نے بیان کیا، وہ ابو ہاشم رمانی سے، وہ ابو مجلز سے، وہ قیس بن عباد سے، وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو شخص سورۂ کہف پڑھے گا اس کے لیے قیامت کے دن اس کی جگہ سے مکہ تک نور ہو گا۔ اور جو شخص اس سورت کی آخری دس آیات پڑھے گا تو اگر دجال نکل آئے تو دجال اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور جو شخص وضو کر کے «سبحانك اللهم وبحمدك، لا إله إلا أنت، أستغفرك وأتوب إليك» پڑھے تو اس کی یہ دعا ایک کاغذ میں لکھی جاتی ہے پھر اس کو مہر بند کر دیا جاتا ہے اور اس کو قیامت تک نہیں توڑا جاتا۔

حدیث کے الفاظ طبرانی کی "المعجم الأوسط" کے ہیں، امام نسائی کے یہاں «ومن توضأ الخ» نہیں ہے، اور امام بیہقی کے یہاں صرف پہلا جملہ ہے۔

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام طبرانی نے فرمایا: «لم یرو هذا الحدیث مرفوعاً عن شعبة إلا یحیی بن کثیر» [1] اس حدیث کو شعبہ سے یحیی بن کثیر کے علاوہ کسی نے مرفوعاً روایت نہیں کی ہے۔

لیکن آپ کی یہ بات درست نہیں ہے، کیوں کہ شعبہ سے اس حدیث کو عبد الصمد نے بھی مرفوعاً روایت کی ہے، جیسا کہ ان کی حدیث آگے آرہی ہے۔ حافظ ابن حجر نے بھی ان کا تعاقب کیا ہے، آپ نے فرمایا: «وفیه نظر، فقد أخرجه ابن مردویه في "التفسیر" من طریق عبد الصمد عن شعبة» [2] ان کا یہ (قول) محل نظر ہے، کیوں کہ اس حدیث کو ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں عبد الصمد عن شعبہ کے طریق سے روایت کی ہے۔

اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں، امام حاکم نے فرمایا: «هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم» یہ حدیث امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

---

[1] المعجم الأوسط (۱۲۳/۲، حدیث نمبر: ۱۴۵۵)

[2] نتائج الأفکار (۴۰/۵)

یحیی بن کثیر کی متابعت عبد الصمد بن عبد الوارث نے کی ہے، ان کی حدیث کو امام بیہقی نے "شعب الإیمان"[1] میں روایت کی ہے، فرمایا: أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، حدثنا أبو علي الحافظ، حدثنا قاسم بن زكريا، أخبرنا عبد الرحمن بن أبي البختري، حدثنا عبد الصمد، حدثنا شعبة، عن أبي هاشم الرماني، عن أبي مجلز، عن قيس بن عباد، عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من قرأ سورة الكهف كما أنزلت كانت له نورا من حيث قرأها إلى مكة، ومن قال إذا توضأ سبحانك اللهم وبحمدك، أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب إليك، طبع بطابع، ثم جعلت تحت العرش حتى يؤتى بصاحبها يوم القيامة».

ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے خبر دی، انھوں نے کہا کہ ہم سے ابو علی حافظ نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہم سے قاسم بن زکریا نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہمیں عبد الرحمن بن ابو البختری نے خبر دی، انھوں نے کہا کہ ہمیں عبد الصمد نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، وہ ابو ہاشم رمانی سے، وہ ابو مجلز سے، وہ قیس بن عباد سے، وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو شخص سورۂ کہف ویسے پڑھے گا جیسے نازل کی گئی ہے تو اس کے لیے اس جگہ سے جہاں اس نے

---

[1] شعب الایمان (۲۶۸/۴، حدیث نمبر: ۲۴۹۹) یہ روایت شعب الایمان میں یحیی بن کثیر کی روایت کے ساتھ مقرونا مذکور ہے، یہاں پر اس میں تصرف کر کے صرف عبد الصمد کی روایت کو ذکر کیا گیا ہے تاکہ کسی قسم کا اشکال باقی نہ رہے۔

یہ سورت پڑھی ہے مکہ تک نور ہوگا۔ اور جو شخص وضو کرکے «سبحانك اللهم وبحمدك، لا إله إلا أنت، أستغفرك وأتوب إليك» پڑھے تو اس کی اس دعا کو مہر بند کر دیا جاتا ہے پھر اسے عرش کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اس کے پڑھنے والے کو حاضر کیا جائے۔

اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں سوائے عبد الرحمن بن ابو البختری کے، وہ عبد الرحمن بن زبان ہیں، دار قطنی نے "المؤتلف والمختلف"[1] میں، خطیب بغدادی نے "تأريخ بغداد"[2] میں اور حافظ ذہبی نے "تأريخ الاسلام"[3] میں ان کا ذکر کیا ہے، لیکن ان سب نے ان کی حالت کو بیان نہیں کیا ہے۔ البتہ محمد عنسی نے "مصباح الأريب"[4] میں ان کو مجہول الحال کہا ہے۔

حاصل یہ کہ شعبہ کے دونوں شاگردان یحیی بن کثیر اور عبد الصمد نے اس روایت کو ان کی سند سے مرفوعاً روایت کی ہے، لیکن شعبہ کے دو اور شاگردان محمد بن جعفر اور معاذ بن معاذ نے ان کی مخالفت کی ہے اور شعبہ سے اس حدیث کو موقوفاً روایت کی ہے:

---

[1] المؤتلف والمختلف (ص:۱۰۷۷)

[2] تاریخ بغداد (۲۶۶/۱۰، ترجمہ نمبر: ۵۳۸۲)

[3] تاریخ الاسلام (۱۱۶۷/۵)

[4] مصباح الأريب فی تقريب الرواة الذين ليسوا فی تقريب التهذيب (۲۳۲/۲، ترجمہ نمبر: ۱۵۳۴۶)

محمد بن جعفر کی روایت کو امام نسائی نے "السنن الکبری"[1] اور "عمل الیوم واللیلۃ"[2] میں روایت کی ہے، آپ نے فرمایا: أخبرنا محمد بن بشار، قال: حدثنا محمد، قال: حدثنا شعبة، عن أبي هاشم، قال: سمعت أبا مجلز يحدث عن قيس بن عباد، عن أبي سعيد الخدري، نحوه ولم يرفعه، وقال: «من حيث يقرؤه إلى مكة»، وقال: «من قرأ آخر الكهف».

ہمیں محمد بن بشار نے خبر دی، انھوں نے کہا کہ ہم سے محمد نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، وہ ابو ہاشم سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے ابو مجلز کو قیس بن عباد سے بیان کرتے ہوئے سنا، وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اسی جیسی حدیث روایت کرتے ہیں، لیکن اس کو مرفوع روایت نہیں کیا ہے، اور اس میں انھوں نے «من حيث يقرؤه إلى مكة» کہا ہے، اسی طرح «من قرأ آخر الكهف» کہا ہے۔

اس حدیث کے تمام رواۃ ثقہ ہیں۔

"عمل الیوم واللیلۃ" کے محقق نے کہا کہ نسخہ (آ) میں ہے: «قال النسائی: الصواب فی هذا الحديث موقوف» امام نسائی نے کہا کہ اس حدیث کے متعلق درست بات یہ ہے کہ یہ موقوف ہے۔

---

[1] السنن الکبری (۳۴۸/۹، حدیث نمبر: ۱۰۷۲۳)

[2] عمل اليوم والليلة (ص: ۵۲۸، حدیث نمبر: ۹۵۳)

معاذ بن معاذ کی روایت کو امام بیہقی نے "شعب الإیمان"[1] میں یہ کہتے ہوئے ذکر کیا ہے: «ورواه معاذ بن معاذ عن شعبة موقوفاً» اس حدیث کو معاذ بن معاذ نے شعبہ سے موقوفاً روایت کی ہے۔ مگر مجھے اس کی مکمل سند نہیں مل سکی۔

حاصل یہ کہ اس حدیث کے مرفوع یا موقوف ہونے میں شعبہ کے شاگردوں کے درمیان اختلاف ہے، چناں چہ یحیی بن کثیر و عبد الصمد بن عبد الوارث نے شعبہ سے مرفوعاً اور محمد بن جعفر و معاذ بن معاذ نے شعبہ سے موقوفاً روایت کی ہے، اور یہ چاروں راوی ثقات اور اثبات ہیں، لہذا ایسا لگتا ہے کہ غلطی شعبہ سے ہی ہوئی ہے، کیوں کہ شعبہ اگرچہ ثقہ اور ثبت ہیں لیکن ان کو احادیث بیان کرنے میں شک ہو جایا کرتا تھا، اسی لیے بعض اہل علم انھیں شعبۃ الشاک بھی کہتے ہیں۔

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابو عباس مستغفری نے شعبہ کی حدیث میں اس اختلاف کی وجہ خود شعبہ کو قرار دیا ہے، آپ نے فرمایا: «رفعه شعبة على رسول الله صلى الله عليه وسلم مرة، ومرة لم يرفعه»[2] اس حدیث کو شعبہ کبھی اللہ کے رسول ﷺ تک مرفوع کرتے ہیں اور کبھی نہیں۔

---

[1] شعب الایمان (۲۶۸/۴)

[2] فضائل القرآن (۵۶۱/۲)

قتیبہ بن مہران عن أبی ہاشم:

ابو عباس مستغفری نے ان کی حدیث کو "فضائل القرآن"[1] میں روایت کی ہے،

آپ نے فرمایا: أخبرنا الخليل بن أحمد، أخبرنا الثقفي، حدثنا قتيبة، عن أبي هاشم الرماني، عن أبي مجلز، عن قيس بن عباد، عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: «من قرأ سورة الكهف كما أنزلت ثم أدركه الدجال لم يفتنه فيمن يفتن».

ہمیں خلیل بن احمد نے خبر دی، انھوں نے کہا کہ ہمیں ثقفی نے خبر دی،، انھوں نے کہا کہ ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، وہ ابو ہاشم رمانی سے، وہ ابو مجلز سے، وہ قیس بن عباد سے، وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے سورۂ کہف ویسے پڑھی جیسے نازل کی گئی ہے تو اگر دجال اسے پالے تو وہ اس کو ان لوگوں جیسے فتنے میں مبتلا نہیں کر سکے گا جنھیں وہ فتنے میں مبتلا کرے گا۔

سند میں مذکور قتیبہ قتیبہ بن مہران ہیں، ان کے بارے میں یونس بن حبیب اصفہانی نے ذکر کیا کہ وہ بہترین لوگوں میں سے تھے۔ ابن ابو حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی سے ان کے بارے میں پوچھا تو آپ نے کہا کہ میں انھیں نہیں جانتا، البتہ جو حدیث

---

[1] فضائل القرآن (۲/۵۶۴، حدیث نمبر: ۸۲۳)

انھوں نے روایت کی ہے وہ مشہور ہے[1]۔ابن حبان نے بھی انھیں "الثقات"[2] میں ذکر کیا ہے۔

اور ثقفی حجاج بن یوسف بن حجاج ثقفی ہیں جو ابن الشاعر سے مشہور ہیں، ثقہ راوی ہیں۔

اس طرح سند کے تمام رواۃ ثقہ ہیں، اسی لیے "فضائل القرآن" کے محقق احمد بن فارس سلوم نے اسے صحیح کہا ہے۔

خلاصہ تخریجِ حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث کی مفصل تخریج کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث موقوفاً یعنی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا کلام ہونے کے اعتبار سے صحیح ہے، اور ہشیم کی حدیث میں سورۂ کہف کے جمعہ کے دن پڑھنے کی بات بھی محفوظ ہے، البتہ اس کا مرفوع یعنی نبی ﷺ کا کلام ہونا صحیح نہیں ہے۔

اس سلسلے میں امام نسائی کا قول گزر چکا۔اسی طرح حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا: «وقفه أصح»[3] اس حدیث کا موقوف ہونا زیادہ صحیح ہے۔

---

[1] الجرح والتعدیل از ابن ابی حاتم (۱۴۰/۷)

[2] الثقات (۲۰/۹، ترجمہ نمبر: ۱۴۹۵۷)

[3] المهذب في اختصار السنن الكبير از بیہقی (ص: ۱۱۸۱)

ابن قیم الجوزیہ نے فرمایا: «وذكره سعيد بن منصور من قول أبي سعيد الخدري، وهو أشبه»[1] اس حدیث کو سعید بن منصور نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر ذکر کیا ہے، اور یہی زیادہ بہتر ہے۔

نیز حافظ ابن حجر نے فرمایا: «ورجال الموقوف في طرقه كلها أتقن من رجال المرفوع»[2] اس حدیث کے تمام طرق میں موقوف روایت کرنے والے رواۃ مرفوع روایت کرنے والے راویوں سے زیادہ مضبوط ہیں۔

جہاں تک بات ہے حدیث کے متن میں اختلاف کی تو واضح ہو کہ تھوڑے فرق کے ساتھ تین طرح کے الفاظ وارد ہوئے ہیں، اور یہ تھوڑا سا فرق حدیث کو مضطرب قرار دے کر دائرۂ مردود میں داخل کر دینے کے لیے کافی نہیں ہے:

(۱) نعیم بن حماد نے ہشیم سے روایت کرتے ہوئے کہا: «إن من قرأ سورة الكهف يوم الجمعة أضاء له من النور ما بين الجمعتين»۔

(2) وکیع نے سفیان ثوری سے روایت کرتے ہوئے کہا: «من قرأ سورة الكهف كما أنزلت أضاء له ما بينه وبين مكة»۔

---

[1] زاد المعاد (۱/۳۶۶)

[2] نتائج الأفكار (۵/۴۰)

یحیی بن کثیر نے شعبہ سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے: «من قرأ سورة الكهف كانت له نورا يوم القيامة من مقامه إلى مكة»۔

عبدالصمد نے شعبہ سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے: «من قرأ سورة الكهف كما أنزلت كانت له نورا من حيث قرأها إلى مكة»، اور اسی کو محمد بن جعفر نے شعبہ سے روایت کرتے ہوئے ماضی کی بجائے مضارع کا صیغہ استعمال کیا اور «يقرؤها» کہہ دیا۔

یزید بن مخلد، قاسم بن سلام، سعید بن منصور، احمد بن خلف، محمد بن فضل سدوسی اور زید بن سعید نے ہشیم سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے: «من قرأ سورة الكهف في يوم الجمعة أضاء له من النور ما بينه وبين البيت العتيق»۔

(3) عبد الرحمن بن مہدی اور عبد الرزاق بن ہمام نے سفیان ثوری سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے: «من قرأ سورة الكهف كما أنزلت، ثم أدرك الدجال لم يسلط عليه، أو لم يكن له عليه سبيل»۔

اور قبیصہ نے سفیان ثوری سے روایت کرتے ہوئے «لم يسلط عليه» پر اکتفا کیا ہے، اور شک ظاہر کرتے ہوئے کہا: «أو قال: لم يضره»۔

اسی کو قتیبہ نے ابو ہاشم سے روایت بالمعنی کرتے ہوئے یہ کہہ دیا ہے: «من قرأ سورة الكهف كما أنزلت ثم أدركه الدجال لم يفتنه فيمن يفتن»۔

ان تینوں قسموں کی روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے، چناں چہ پہلی قسم کی روایت میں جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کی وجہ سے نور کے حصول کا تذکرہ ہے، اور اس نور کے بقا کی مدت جمعہ سے جمعہ یعنی ایک ہفتے ذکر کی گئی ہے۔ دوسری قسم کی روایات میں سورۂ کہف کی تلاوت کی وجہ سے جو نور حاصل ہوتا ہے اس کی کثرت کو مسافت میں ذکر کیا گیا ہے یعنی مقام قراءت سے خانہ کعبہ تک۔ اور تیسری قسم کی روایات میں سورۂ کہف کی تلاوت کی وجہ سے حاصل ہونے والے نور کا فائدہ ذکر کیا گیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ اگر دجال کی ملاقات ایسے شخص سے ہو جائے تو وہ اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا، واللہ اعلم۔

اسی طرح تمام روایات میں «یوم الجمعة» کا لفظ آیا ہے سوائے محمد بن فضل سدوسی کی روایت کے کہ ان کی روایت میں «لیلة الجمعة» کا لفظ ہے، مگر دونوں میں کوئی تعارض نہیں، ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: «یجمع بأن المراد الیوم بلیلته، واللیلة بیومها» [1] دونوں میں بایں طور تطبیق دی جائے گی کہ دن میں رات بھی مقصود ہے اور رات میں دن بھی۔

---

[1] نتائج الأفکار (۴۱/۵)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (ت ٦٧ھ) کی حدیث

حافظ ابن حجر نے "نتائج الأفكار"[1] میں ذکر کیا ہے کہ ابو شیخ عبد اللہ بن محمد اصبہانی نے اپنی کتاب "الثواب" میں «عن سوار بن مصعب، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضي الله عنهما» کی سند سے سورۂ کہف کی فضیلت روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: «من قرأها في ليلة الجمعة كان له نور كما بين صنعاء وبصرى، ومن قرأها في يوم الجمعة قدم أو أخر حفظ إلى الجمعة الأخرى، فإن خرج الدجال فيما بينهما لم يضره».

جس نے جمعہ کی رات سورۂ کہف پڑھی اس کے لیے شہر صنعا اور بُصری کی درمیانی مسافت کی مقدار میں نور ہوگا، اور جس نے اسے جمعہ کے دن جمعہ سے پہلے یا بعد میں پڑھا اس کی آنے والے جمعہ تک حفاظت کی جائے گی، اور اگر دجال اس مدت میں نکل آیا تو اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

یہ سند **ضعیف جدا** ہے، کیوں کہ اس میں سوار بن مصعب ہیں، امام بخاری[2] نے انھیں «منکَر الحدیث» کہا ہے۔ اور امام احمد، ابو حاتم رازی[3]، امام نسائی[4]، دار قطنی[5] اور

---

[1] نتائج الأفكار (٤١/٥)

[2] التاریخ الکبیر (١٦٩/٤، ترجمہ نمبر: ٢٣٥٩)

[3] الجرح والتعدیل از ابن ابو حاتم (272/4، ترجمہ نمبر: ١١٧٥)

[4] الضعفاء والمتروکون (ص: ٥٠، ترجمہ نمبر: ٢٥٨)

[5] سنن دار قطنی (٢٨٤/١، حدیث نمبر: ٥٧٤)

بیہقی[1] نے انھیں «متروك» کہا ہے۔ حافظ ابن حجر نے بھی ان ہی کی وجہ سے اس حدیث کو معلل قرار دیا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضي الله عنهما (ت ۷۳ھ) کی حدیث

اس حدیث کو ابن مردویہ نے اپنی تفسیر[2] میں روایت کی ہے، ان کی طریق سے ضیاء الدین مقدسي نے "السنن والأحكام"[3] میں، اور مقدسی کی طریق سے ابن حجر نے "نتائج الأفكار"[4] میں روایت کی ہے، ابن مردویہ نے فرمایا: ثنا محمد بن علي بن يزيد بن سنان، ثنا إسحاق بن إبراهيم المنجنيقي، ثنا إسماعيل بن أبي خالد المقدسي، ثنا محمد بن خالد البصري، ثنا خالد بن سعيد بن أبي مريم، عن نافع، عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من قرأ سورة الكهف في يوم الجمعة سطع له نور من تحت قدمه إلى عنان السماء، يضيء به يوم القيامة، وغفر له ما بين الجمعتين».

ہم سے محمد بن علی بن یزید بن سنان نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہم سے اسحاق بن ابراہیم منجنیقی نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہم سے اسماعیل بن ابو خالد مقدسی نے بیان کیا،

---

[1] السنن الکبری (۳۸۱/۱، حدیث نمبر: ۱۱۸۹)

[2] دیکھیے: الترغیب والترہیب (۵۱۳/۱)

[3] السنن والأحكام عن المصطفى عليه أفضل الصلاة والسلام (۳۹۰/۲، حدیث نمبر: ۲۳۰۳)

[4] نتائج الافکار (۴۲/۵، ۴۱)

انھوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن خالد بصری نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہم سے خالد بن سعید بن ابو مریم نے بیان کیا، وہ نافع سے، وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھا اس کے لیے اس کے قدم کے نیچے سے آسمان کی بلندی تک نور بلند کر دیا جاتا ہے، جس سے قیامت کے دن وہ روشنی حاصل کرے گا، اور اس کے دو جمعہ کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

یہ سند **ضعیف جدا** ہے، اس میں محمد بن خالد بصری ہیں، جن کے بارے میں ابن مندہ نے فرمایا: «صاحب مناكير»[1] منکر روایتیں بیان کرنے والے ہیں۔ ابن الجوزی نے کہا: «كذبوه»[2] اہل علم نے انھیں جھوٹا قرار دیا ہے۔ بلکہ حافظ ذہبی نے فرمایا: «أحسب محمد بن خالد وضعه»[3] مجھے لگتا ہے کہ محمد بن خالد نے اس حدیث کو گھڑا ہے۔

نیز اسماعیل بن ابو خالد مقدسی اور محمد بن علی بن یزید بن سنان کی سوانح مجھے نہیں ملی۔ اسی لیے ابن ملقن نے فرمایا: «رواه الضياء في أحكامه من حديث ابن مردويه أحمد بن موسى بسند فيه من لا أعرفه»[4] ضیا مقدسی نے اس حدیث کو اپنی "احکام"

[1] میزان الاعتدال (۵۳۴/۳)

[2] الموضوعات (۳۰۷/۱)

[3] لسان المیزان (۱۱۱/۷)

[4] تحفۃ المحتاج (۵۲۳/۱)

میں احمد بن موسی ابن مردویہ کی طریق سے ایسی سند سے روایت کی ہے جس میں کچھ رواۃ کو میں نہیں جانتا۔

حافظ نووی [1] اور ناصر الدین البانی [2] نے اس سند کو ضعیف کہا ہے۔

حافظ ابن کثیر نے اس سند کو غریب کہا اور فرمایا: «وهذا الحديث في رفعه نظر، وأحسن أحواله الوقف» [3] اس حدیث کا مرفوع ہونا محل نظر ہے، بلکہ اس کی سب سے بہترین حالت اس کا موقوف ہونا ہے۔

اس حدیث کی سند میں متروک اور مجہول راویوں کی موجودگی کے باوجود منذری نے اس کی سند کو «لا بأس به» [4] کہا ہے، یہ واضح تساہل ہے، اسی طرح ضیاء الدین مقدسی نے اس حدیث کو جس طرح بغیر کسی ردوقدح کے ذکر کیا ہے اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ یہ حدیث ان کے نزدیک حسن ہے۔

اسی لیے حافظ ابن حجر نے ان دونوں کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: «إما خفي عليهما حال محمد بن خالد [5]، فقد تكلم فيه ابن منده، وإما مشياه

---

[1] المجموع شرح المهذب (۵۴۸/۴)

[2] ضعیف الترغیب والترہیب (۲۳۲/۱، حدیث نمبر: ۴۴۷)

[3] تفسیر ابن کثیر (۱۲۲/۵)

[4] الترغیب والترہیب (۲۹۸/۱، حدیث نمبر: ۱۰۹۸)

[5] "نتائج الأفكار" کے مطبوعہ نسخے میں خالد بن محمد ہے، جو کہ مقلوب ہے۔

لشواھدہ»[1] یا تو محمد بن خالد کی حالت ان سے پوشیدہ رہی، حالاں کہ ابن مندہ نے اس پر کلام کیا ہے،اور یا تواس حدیث کے شواہد کی بناپر انھوں نے اس کو معتبر مان لیا ہے۔

تنبیہ: غافقی نے "لمحات الأنوار"[2] میں اس حدیث کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بجائے ان کے والد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا ہے،اور انھوں نے اس کے لیے "ط" کا رمز استعمال کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی اس حدیث کو امام طبری نے روایت کی ہے، لیکن ان کی تفسیر میں یہ حدیث مجھے نہ مل سکی۔

اسی طرح حافظ سیوطی نے بھی "الدر المنثور"[3] میں اس کو عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا ہے، ساتھ ہی یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث کو ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے، لیکن چوں کہ تفسیر ابن مردویہ میں سورۂ کہف کا حصہ دستیاب نہیں ہے،اس لیے اس کی تحقیق ممکن نہ ہو سکی۔

★ ★ ★

---

[1] نتائج الأفکار (۴۲/۵)

[2] لمحات الانوار (ص:۷۹۴، حدیث نمبر:۱۰۳۵)

[3] الدر المنثور (۳۵۶/۵)

ابوہریرہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کی مقرون حدیث

ابو عباس مستغفری "فضائل القرآن"[1] میں اور دیلمی "مسند الفردوس" [2]میں ابو بکر محمد بن عمر بن عزیر[3] کی طریق سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: حدثنا إبراهيم بن محمد بن فيرة الأصبهاني، حدثنا الحسين بن القاسم، حدثنا إسماعيل بن أبي زياد الشامي، عن ابن جريج، عن عطاء، عن أبي هريرة وابن عباس رضي الله عنهما قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من قرأ سورة الكهف ليلة الجمعة أعطي نورا من حيث يقرأها إلى مكة، وغفر له إلى الجمعة الأخرى وفضل ثلاثة أيام، وصلى عليه سبعون ألف ملك حتى يصبح، وعوفي من الداء والدبيلة وذوات الجنب والبرص والجذام والجنون وفتنة الدجال».

ہم سے ابراہیم بن محمد بن فیرہ اصبہانی نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہم سے حسین بن قاسم نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہم سے اسماعیل بن ابو زیاد شامی نے بیان کیا، وہ ابن جریج سے، وہ عطا سے، اور وہ ابو ہریرہ وابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ

---

[1] فضائل القرآن (۵۶۲/۲، حدیث نمبر: ۸۱۸)

[2] دیکھیے: الزیادات علی الموضوعات از سیوطی (۱۳۱/۱، حدیث نمبر: ۱۴۹)

[3] "فضائل القرآن" مطبوع میں "حزر" لکھا ہوا، لیکن وہ تصحیف ہے، صحیح عزیر ہے۔ دیکھیے: تاریخ الاسلام از ذہبی (۶۸۱/۸)

کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے جمعہ کی رات سورۂ کہف پڑھی اسے اس سورت کے پڑھنے کی جگہ سے مکہ تک نور دیا جائے گا، اور اس کے آنے والے جمعہ اور مزید تین دن تک کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، اور صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کریں گے، اور اس کو بیماری، آفت، نمونیہ، سفیدی، کوڑھ، پاگل پن اور دجال کے فتنے سے محفوظ رکھا جائے گا۔

یہ سند بھی **ضعیف جدا** ہے، اس کی کئی وجوہات ہیں:

ا۔ اس میں اسماعیل بن ابوزیاد شامی ہے، اس کو اسماعیل بن زیاد بھی کہا جاتا ہے، متروک راوی ہے، ابوزرعہ رازی نے کہا: «يروي أحاديث مفتعلة»[1] موضوع حدیثیں روایت کرتا ہے۔ ابن عدی نے «منكر الحديث»[2] کہا ہے۔ دارقطنی نے کہا: «يضع، كذاب متروك»[3] یہ حدیث گھڑتا ہے، جھوٹا اور متروک راوی ہے۔ ذہبی نے «واه»[4] کہا ہے۔ ابن حجر نے: «متروك كذبوه»[5] کہا ہے۔

---

[1] أسئلة البرذعي (۳۷۳/۲)

[2] الکامل (۵۱۰/۱، ترجمہ نمبر: ۱۴۰)

[3] الضعفاء والمتروکون (ص: ۲۵۶، ترجمہ نمبر: ۸۳)

[4] الکاشف (۲۴۶/۱، ترجمہ نمبر: ۳۷۶)

[5] تقریب التھذیب (ص: ۱۰۷، ترجمہ نمبر: ۴۴۶)

۲۔ابراہیم بن محمد بن فیرہ اصبہانی: یہ طیان ہیں۔ابن الجوزی نے ان کو مجہول قرار دیا، پھر فرمایا:«ذكر بعض الحفاظ أن الطيان لا تجوز الرواية عنه»[1] بعض محدثین نے ذکر کیا کہ اس سے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔ذہبی نے فرمایا: «حدث بهمذان، فأنكروا عليه، واتهموه، وأخرج»[2] اس نے ہمذان میں حدیث بیان کی تو لوگوں نے اعتراض کیا، اور متہم کیا، پھر اسے نکال دیا گیا۔

۳۔ حسین بن قاسم: ابن الجوزی[3] نے مجہول قرار دیا ہے۔ذہبی نے فرمایا:«فيه لين»[4] اس میں کمزوری ہے۔

حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا:«وإسماعيل متروك، وقد كذبه جماعة، منهم الدارقطني»[5] اسماعیل متروک راوی ہے، بلکہ اہل علم کی ایک جماعت نے جن میں سے ایک دار قطنی ہیں اس کو کذاب قرار دیا ہے۔

حافظ سیوطی نے فرمایا:«إسماعيل كذاب، والحسين وإبراهيم مجروحان»[6] اسماعیل کذاب ہے، اور حسین وابراہیم مجروح راوی ہیں۔

---

[1] الموضوعات الکبری (۸۳/۲)

[2] میزان الاعتدال (۶۲/۱، ترجمہ نمبر: ۱۹۳)

[3] الموضوعات الکبری (۸۳/۲)

[4] میزان الاعتدال (۵۴۶/۱، ترجمہ نمبر: ۲۰۴۲)

[5] نتائج الافکار (۴۴/۵)

[6] الزیادات علی الموضوعات (۱۳۱/۱، حدیث نمبر: ۱۴۹)

ابن عراق کنانی نے فرمایا: «فيه إبراهيم بن محمد الطيان، عن الحسين بن القاسم عن إسماعيل بن زياد، ظلمات بعضها فوق بعض»[1] اس میں ابراہیم بن محمد طیان ہیں، وہ حسین بن قاسم سے اور وہ اسماعیل بن زیاد سے روایت کر رہے ہیں، تاریکیوں پر تاریکی ہے۔

"فضائل القرآن" کے محقق احمد بن فارس سلوم نے اسے موضوع کہا ہے۔

★★★

[1] تنزيه الشريعة المرفوعة(۳۰۲/۱)

فصل دوم

جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی فضیلت میں وارد آثار

انس بن مالک رضی اللہ عنہ (۹۳ھ) کا اثر

مکی بن ابو طالب نے "الهداية إلى بلوغ النهاية"[1] میں انس رضی اللہ عنہ کا اثر نقل کیا ہے، آپ نے فرمایا: وعن أنس أنه قال: «من قرأ سورة الكهف يوم الجمعة غفر له ما بينه وبين الجمعة الأخرى، وزيادة ثلاثة أيام».

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کی تو اس کے آنے والے جمعہ اور مزید تین دن تک کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

اسی طرح ابن عطیہ نے بھی اپنی تفسیر "المحرر الوجيز"[2] میں آپ کے اثر کی طرف اشارہ کیا ہے، لیکن الفاظ مختلف ہیں، چناں چہ انھوں نے کہا: «في رواية أنس: ومن قرأ بها أعطي نورا بين السماء والأرض، ووقي بها فتنة القبر» انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جس شخص نے اسے پڑھا اسے آسمان وزمین کے درمیان کے بقدر نور دیا جائے گا، اور اس سورت کی وجہ سے اسے قبر کے فتنے سے محفوظ رکھا جائے گا۔

لیکن انس رضی اللہ عنہ کے اثر کی سند مجھے نہ مل سکی۔

---

[1] الھدایہ الی بلوغ النھایہ (۴۳۱۸/۶)

[2] المحرر الوجیز (۴۹۴/۳)

ابو مہلب عمرو بن معاویہ جرمی[1] کا اثر

ابن ضریس نے "فضائل القرآن"[2] میں روایت کی ہے، آپ نے فرمایا: أخبرنا محمد بن مقاتل المروزي، قال: أخبرنا خالد يعني الواسطي، عن الجريري، عن أبي المهلب قال: «من قرأ سورة الكهف في يوم الجمعة كان له كفارة إلى الأخرى».

ہمیں محمد بن مقاتل مروزی نے خبر دی، انھوں نے کہا کہ ہمیں خالد یعنی واسطی نے خبر دی، وہ جریری سے، وہ ابو مہلب سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کی تو اس کے لیے دوسرے جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔

اس اثر کی سند صحیح ہے، سارے رواۃ ثقہ ہیں۔

---

[1] آپ کی تاریخ وفات کا تعین نہیں ہو سکا، مگر حافظ ذہبی نے "تاریخ الاسلام" میں ذکر کیا ہے کہ آپ کی وفات ۹۱ھ سے ۱۰۰ھ کے درمیان ہوئی۔ (تاریخ الاسلام (۱۲۰۹/۲)

[2] فضائل القرآن (۹۸/۱، حدیث نمبر: ۲۰۸)

ابو قلابہ عبداللہ بن زید جرمی (۱۰۴ھ) کا اثر

امام بیہقی نے "شعب الإيمان"[1] میں روایت کی ہے، آپ نے فرمایا: أخبرنا أبو الحسين بن بشران، أخبرنا إسماعيل بن محمد الصفار، حدثنا سعدان بن نصر، حدثنا معمر، عن الخليل بن مرة، عن أيوب السختياني، عن أبي قلابة قال: «من حفظ عشر آيات من الكهف عصم من فتنة الدجال، ومن قرأ الكهف في يوم الجمعة حفظ من الجمعة إلى الجمعة، وإذا أدرك الدجال لم يضره، وجاء يوم القيامة ووجهه كالقمر ليلة البدر، ومن قرأ يس غفر له، ومن قرأها وهو جائع شبع، ومن قرأها وهو ضال هدي، ومن قرأها وله ضالة وجدها، ومن قرأها عند طعام خاف قلته كفاه، ومن قرأها عند ميت هون عليه، ومن قرأها عند امرأة عسر عليها ولدها يسر عليها، ومن قرأها فكأنما قرأ القرآن إحدى عشرة مرة، ولكل شيء قلب، وقلب القرآن يس».

ہمیں ابو حسین بن بشران نے خبر دی، انھوں نے کہا کہ ہمیں اسماعیل بن محمد صفار نے خبر دی، انھوں نے کہا کہ ہم سے سعدان بن نصر نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہم سے معمر نے بیان کیا، وہ خلیل بن مرہ سے، وہ ایوب سختیانی سے، وہ ابو قلابہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے سورۂ کہف کی دس آیتوں کو یاد کیا وہ دجال کے فتنے سے بچا لیا

---

[1] شعب الایمان (۹۸/۴، حدیث نمبر: ۲۲۳۹)

جائے گا، جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کی اس کو جمعہ سے جمعہ تک محفوظ رکھا جائے گا، اور اگر اس نے دجال کو پالیا تو دجال اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا، اور وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا چہرہ چودہویں کی رات کے چاند کی طرح ہوگا، اور جس نے سورۂ یس کی تلاوت کی اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، اور جس نے اسے بھوک کی حالت میں پڑھا تو وہ آسودہ ہو جائے گا، اور جس نے گم راہی کی حالت میں پڑھا تو اس کو ہدایت مل جائے گی، اور جس نے اس حال میں پڑھا کہ اس کی کوئی گم شدہ چیز ہو تو وہ اسے پالے گا، اور جس نے اسے اس کھانے کے پاس پڑھا جس کی قلت کا اسے اندیشہ ہو تو وہ کھانا اس کے لیے کافی ہو جائے گا، اور جس نے اسے کسی مرنے والے کے پاس پڑھا تو اس پر آسانی کی جائے گی، اور جس نے اسے کسی ایسی عورت کے پاس پڑھا جس کی اولاد اسے پریشان کر رہی ہو تو اس پر آسانی کی جائے گی، اور جس نے اسے پڑھا تو گویا کہ گیارہ مرتبہ قرآن پڑھا، اور ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے، تو قرآن کا دل یس ہے۔

یہ سند **ضعیف** ہے، کیوں کہ اس میں خلیل بن مرہ ہیں، وہ دین دار تھے مگر حدیث بیان کرنے میں ضعیف ہیں۔ امام بخاری نے «منكر الحديث»[1] قرار دیا ہے، مزید فرمایا: «فيه نظر»[2] محل نظر راوی ہے، نیز فرمایا: «لا يصح حديث الخليل»[3] خلیل کی حدیث صحیح نہیں ہوتی۔ ابو حاتم نے فرمایا: «ليس بقوي في الحديث، هو شيخ

---

[1] سنن ترمذی (حدیث نمبر: ۲۶۶۶)

[2] الکامل از ابن عدی (۵۰۴/۳، ترجمہ نمبر: ۶۱۰)

[3] التاریخ الکبیر (۴۵۸/۱، ازہر بن عبد اللہ کے ترجمے میں، ترجمہ نمبر: ۱۴۶۵)

صالح»[1] وہ حدیث میں قوی نہیں ہیں، مگر نیک آدمی تھے۔ حافظ ابن حجر نے «ضعیف» قرار دیا ہے۔[2]

مزید یہ کہ ایوب سختیانی سے اس حدیث کو روایت کرنے میں وہیب بن خالد باہلی نے خلیل بن مرہ کی مخالفت کی ہے، ان کی حدیث کو ابن ضریس نے "فضائل القرآن" میں روایت کی ہے، آپ نے فرمایا: أخبرنا عبد الأعلى بن حماد: حدثنا وهيب، عن أيوب، عن أبي قلابة قال: «من قرأ عشر آيات من سورة الكهف - قال أيوب: لا أدري من أولها أو آخرها- لم تضره فتنة الدجال».

ہمیں عبد الاعلی بن حماد نے خبر دی، انھوں نے کہا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا، وہ ایوب سے، وہ ابو قلابہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے سورۂ کہف کی دس آیتیں پڑھیں (ایوب نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کی ابتدا سے یا اخیر سے) اسے دجال کا فتنہ نقصان نہیں پہنچائے گا۔

یہ سند صحیح ہے، کیوں کہ وہیب بن خالد اور عبد الاعلی بن حماد دونوں ثقہ راوی ہیں، اور مذکور متن بھی صحیح ہے، کیوں کہ اس متن کو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے، جیسا کہ صحیح مسلم[3] میں ان کی یہ حدیث موجود ہے۔

معلوم ہوا کہ خلیل بن مرہ کا ذکر کیا ہوا لفظ منکر ہے۔

---

[1] الجرح والتعدیل از ابن ابو حاتم (33/۳۷۹، ترجمہ نمبر:۱۷۲۹)

[2] تقریب التہذیب (ص:۱۹۶، ترجمہ نمبر:۱۷۵۷)

[3] صحیح مسلم (حدیث نمبر:۱۸۸۳/۸۰۹)

امام بیہقی نے اس اثر کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا: « هذا نقل إلينا بهذا الإسناد من قول أبي قلابة، وكان من كبار التابعين، ولا يقوله -إن صح ذلك عنه- إلا بلاغا» ابو قلابہ کا یہ قول اس سند سے ہم تک نقل کیا گیا، وہ کبار تابعین میں سے تھے، اور اگر ان تک اس کی نسبت صحیح ہے تو انھوں نے کسی سے سن کر ہی یہ بات کہی ہوگی۔

امام بیہقی کے اس قول سے بھی اس سند کے ضعف کی طرف اشارہ ملتا ہے، لہذا ابو قلابہ کی طرف اس قول کی نسبت ہی صحیح نہیں ہے، اور اگر نسبت صحیح بھی ہوتی پھر بھی ان کی یہ بات قابل قبول نہیں ہے، کیوں کہ وہ تابعی ہیں، اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی تابعی نے کوئی ایسی بات کی جس کا تعلق رائے سے نہ ہو، اور انھوں نے اس بات کو کسی صحابی سے سننے کا تذکرہ نہ کیا ہو تو ان کی بات قابل قبول نہیں ہوتی ہے۔

★★★

خالد بن معدان (ت ۱۰۴ھ) کا اثر

ابن قدامہ نے "المغني"[1] میں آپ کا اثر ذکر کیا ہے، آپ نے فرمایا:

عن خالد بن معدان: «من قرأ سورة الكهف يوم الجمعة قبل أن يخرج الإمام كانت له كفارة ما بين الجمعة، وبلغ نوره البيت العتيق».

خالد بن معدان سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن امام کے نکلنے سے پہلے سورۂ کہف کی تلاوت کی اس کے لیے جمعہ کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہوگا، اور اس کا نور خانہ کعبہ تک پہنچے گا۔

---

[1] المغنی از ابن قدامہ (۲/۲۶۲)

بعض لوگوں نے ان کے اثر کی تخریج کی نسبت سعید بن منصور کی طرف کی ہے، مگر اس اثر کی سند مجھے نہ مل سکی۔

★★★

مکحول بن ابو مسلم شامی (ت ۱۱۳ھ) کا اثر

مکی بن ابو طالب نے " الهداية إلى بلوغ النهاية"[1] میں مکحول کا اثر نقل کیا ہے، آپ نے فرمایا: «وعن مكحول أنه قال: من قرأ سورة الكهف يوم الجمعة أعطاه الله عز وجل نورا من الجمعة إلى الجمعة».

مکحول سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کی اللہ عزوجل اسے جمعہ سے جمعہ تک نور عطا کرے گا۔

اس اثر کی سند مجھے نہ مل سکی۔

★★★

[1] الهدایہ الی بلوغ النھایہ (۴۳۱۸/۶)

فصل سوم

متعلقہ مسائل کی تحقیق

اس سلسلے میں وارد احادیث وآثار کی مفصل تخریج پچھلے باب میں گزر چکی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وارد شدہ ساری احادیث وآثار غیر مقبول اور ناقابل اعتبار ہیں، سوائے ہشیم کی طریق سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث اور ابو مہلب عمرو بن معاویہ جرمی کے اثر کے۔

اور ہشیم کی طریق سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی جو حدیث ہے وہ موقوف ہے، لیکن یہ ان باتوں میں سے ہے جن میں رائے اور قیاس کی گنجائش نہیں ہے، اس لیے علما نے اس کو مرفوع حکمی کی فہرست میں داخل کیا ہے۔

چناں چہ ابن حجر نے فرمایا: «واختلف على هشيم في رفعه ووقفه، والذين وقفوه عنه أكثر وأحفظ، لكن له مع ذلك حكم المرفوع، إذ لا مجال للرأي فيه» [1] اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے میں ہشیم پر اختلاف کیا گیا ہے، لیکن جن لوگوں نے اس کو ہشیم سے موقوفاً بیان کیا ہے وہ عدد میں زیادہ اور حفظ میں مقدم ہیں، لیکن اس کے باوجود اس حدیث پر مرفوع کا حکم ہوگا، کیوں کہ اس میں رائے کا کوئی دخل نہیں ہے۔

عبد اللہ بن یوسف جدیع نے مرفوع حکمی کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا: «وذلك كقول أبي سعيد الخدري: من قرأ سورة الكهف يوم الجمعة أضاء

---

[1] نتائج الأفكار (۵/۳۹)

الله له من النور ما بينه وبين العتيق. فأبو سعيد ليس معروفا بالتحديث بالإسرائيليات، وحدث بشيء هو مما اختصت به هذه الأمة، وهو فضل قراءة سورة الكهف، وهي مما أنزل الله على محمد صلى الله عليه وسلم، وذكر البيت العتيق وليس لأهل الكتاب فيه شأن»[1] اس کی مثال ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث: (جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرے گا اللہ اس کے لیے اس کے اور خانہ کعبہ کے درمیان نور روشن کرے گا) ہے، کیوں کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ اسرائیلی روایتوں کو بیان کرنے میں مشہور نہیں ہیں، بلکہ آپ نے ایک ایسی چیز بیان کی جس میں اس امت کو خصوصیت حاصل ہے، وہ سورۂ کہف کی تلاوت کی فضیلت ہے، یہ وہ سورت ہے جسے اللہ نے محمد ﷺ پر نازل فرمائی ہے، اسی طرح آپ نے خانہ کعبہ کا ذکر فرمایا جس سے اہل کتاب کا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔

بنا بریں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی بظاہر موقوف اور بحکم مرفوع حدیث نیز ابو مہلب جرمی کے اثر سے ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت مشروع ہے، اور اس کا اہتمام کرنے والا نور الہی اور مغفرت ربانی کا مستحق ہوگا، ان شاء اللہ۔

اس کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ اس مسئلے میں جب ہم کتب فقہ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو اکثر اہل علم کو اس کا قائل پاتے ہیں، بلکہ میرے ناقص علم کی حد تک متقدمین میں سے کسی سے اس کی مشروعیت کی نفی منقول نہیں ہے۔

---

[1] تحریر علوم الحدیث (ص: ۳۲)

اس کی مشروعیت کے تعلق سے سب سے اقدم ملنے والا قول امام شافعی (۲۰۴ھ) کا ہے، آپ نے فرمایا: «بلغنا أن من قرأ سورة الكهف وقي فتنة الدجال. وأحب كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في كل حال، وأنا في يوم الجمعة وليلتها أشد استحبابا. وأحب قراءة الكهف ليلة الجمعة ويومها؛ لما جاء فيها»[1] ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جو شخص سورۂ کہف پڑھتا ہے وہ دجال کے فتنے سے محفوظ ہوگا۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمیشہ کثرت سے درود پڑھنے کو مستحب سمجھتا ہوں، جمعہ کے دن اور رات میں تو اور زیادہ۔ اور اس سلسلے میں وارد دلائل کی بنا پر میں جمعہ کے دن اور رات میں سورۂ کہف پڑھنے کو مستحب سمجھتا ہوں۔

اسی طرح امام احمد سے بھی اس کی مشروعیت کی صراحت وارد ہوئی ہے، چناں چہ علاء الدین مرداوی نے اپنی کتاب "الإنصاف"[2] میں ذکر کیا: «قوله (ويقرأ سورة الكهف في يومها): هكذا قال جمهور الأصحاب، ونص عليه الإمام أحمد» آپ (یعنی ابن قدامہ) کا یہ کہنا کہ انسان جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا: اسی بات کو اکثر اصحاب (یعنی حنابلہ) نے کہا ہے، اور اسی بات کی صراحت امام احمد نے بھی کی ہے۔

ابن قاسم نے اس تعلق سے کچھ احادیث ذکر کرنے کے بعد فرمایا: «فدلت هذه الأحاديث على فضل قراءتها يوم الجمعة، وهو مذهب جمهور أهل العلم

---

[1] الأم (۲۳۹/۱)

[2] الإنصاف از مرداوی (۴۰۸/۲)

الشافعي وأحمد وأبي حنيفة وغيرهم»[1] یہ حدیثیں جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی فضیلت پر دال ہیں، یہی جمہور اہل علم شافعی، احمد اور ابو حنیفہ وغیرہ کا موقف ہے۔

اسی طرح حافظ نووی نے جمعہ کے دن کیے جانے والے مستحب اعمال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: «ويقرأ سورة الكهف في يومها»[2] انسان جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے جب پوچھا گیا کہ جمعہ کے دن عصر کے بعد سورۂ کہف پڑھنے کے سلسلے میں کچھ وارد ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا: «قراءة سورة الكهف يوم الجمعة فيها آثار، ذكرها أهل الحديث والفقه، لكن هي مطلقة يوم الجمعة، ما سمعت أنها مختصة بعد العصر، والله أعلم»[3] جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کے تعلق سے کچھ آثار آئے ہیں جن کو محدثین اور فقہا نے ذکر کیا ہے، لیکن وہ مطلقا جمعہ کے دن کے بارے میں ہیں، میں نے کبھی نہیں سنا کہ وہ آثار عصر کے بعد کے ساتھ مخصوص ہیں، واللہ أعلم۔

محمد بن اسماعیل صنعانی نے صحیح مسلم کی حدیث «لا تخصوا ليلة الجمعة بقيام من بين الليالي، ولا تخصوا يوم الجمعة بصيام من بين الأيام، إلا أن يكون

---

[1] الإحكام شرح أصول الأحكام (۴۶۹/۱)

[2] الأذكار (ص:۱۶۹)

[3] مجموع الفتاوى (۲۱۵/۲۴)

في صوم يصومه أحدكم» کی شرح کرتے ہوئے فرمایا: «الحديث دليل على تحريم تخصيص ليلة الجمعة بالعبادة، وتلاوة غير معتادة، إلا ما ورد به النص على ذلك، كقراءة سورة الكهف، فإنه ورد تخصيص ليلة الجمعة بقراءتها»[1] یہ حدیث جمعے کی رات میں خصوصی عبادت اور خصوصی تلاوت کی حرمت کی دلیل ہے، سوائے ان عبادات کے جن کے بارے میں نص وارد ہے، جیسے سورۂ کہف کی تلاوت، کیوں کہ جمعے کی رات کو اس کی تلاوت کے ساتھ خاص کرنے کی دلیل وارد ہوئی ہے۔

مذکورہ بالا اہل علم کے علاوہ دیگر فقہا کے بھی اقوال موجود ہیں، طوالت کے اندیشے سے میں نے سب کا ذکر نہیں کیا ہے، لیکن ان کی طرف اشارہ کرنے کے لیے موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں موجود ایک قول کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں، موسوعہ میں ہے: «وقال الفقهاء: ويستحب قراءة سورة الكهف يوم الجمعة؛ لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ الكهف يوم الجمعة أضاء له من النور ما بين الجمعتين»[2] فقہا نے کہا: جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنا مستحب ہے، اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کی وجہ سے: جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرے گا اللہ اس کے لیے دو جمعوں کے درمیان نور روشن کرے گا۔

---

[1] سبل السلام (۵۸۷/۱)

[2] الموسوعة الفقهية الكويتية (۳۰۶/۴۵)

معاصرین میں سے ابن باز بھی اس کی مشروعیت کے قائل ہیں، چناں چہ آپ نے اس بارے میں پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں فرمایا: «في ذلك أحاديث مرفوعة يسند بعضها بعضا، تدل على شرعية قراءة سورة الكهف في يوم الجمعة. وقد ثبت ذلك عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه موقوفاً عليه، ومثل هذا لا يعمل من جهة الرأي، بل يدل على أن لديه فيه سنة»[1] اس سلسلے میں کچھ مرفوع روایتیں ہیں جو ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں، یہ روایتیں جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہیں، اس سلسلے میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے موقوفاً ایک روایت ثابت ہے، لیکن اس طرح کی بات رائے سے نہیں کی جا سکتی، بلکہ وہ روایت بتاتی ہے کہ اس بارے میں ان کے پاس کوئی حدیث ہے۔

ابن عثیمین بھی اس کے قائل ہیں، چناں چہ آپ نے فرمایا: «قراءة سورة الكهف يوم الجمعة سنة، ورد فيها فضل بأنه يضيء له من النور ما بينه وبين الجمعتين، وفي رواية: سطع له نور من تحت قدمه إلى عنان السماء، يضيء له يوم القيامة، وغفر له ما بين الجمعتين »[2] جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرنا سنت ہے، اس کی یہ فضیلت آئی ہے کہ پڑھنے والے کے لیے اللہ دو جمعوں کے درمیان نور روشن کرے گا، ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کے قدم کے نیچے سے آسمان

★★★

[1] مجموع فتاوی ابن باز (۱۲/۴۱۵)

[2] مجموع فتاوى ورسائل العثيمين (۱۶/۱۴۲، ۱۴۳)

کی بلندی تک نور بلند کر دیا جائے گا جو قیامت کے دن اسے روشنی دے گا، اور اس کے دو جمعوں کے درمیان کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

جمعہ کے دن سورۂ کہف ہی کی تلاوت کیوں؟

قرآن کریم میں ۱۱۴ سورتیں ہیں، لیکن ان تمام سورتوں کے درمیان جمعہ کے دن تلاوت کے لیے سورۂ کہف کی ہی تخصیص کیوں کی گئی ہے؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ابن قاسم نے فرمایا: «الحكمة في تخصيصها أن فيها ذكر أحوال يوم القيامة، ويوم الجمعة شبيه به؛ لما فيه من اجتماع الناس، ولأن الساعة تقوم يوم الجمعة»[1] جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کی تخصیص کی حکمت یہ ہے کہ اس سورت میں قیامت کے دن کے احوال کا تذکرہ ہے اور جمعہ کا دن اس کے زیادہ مشابہ ہے، کیوں کہ اس دن لوگ اکٹھا ہوتے ہیں، اور اس لیے بھی کہ قیامت جمعہ کے دن ہی قائم ہو گی۔

جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی حکمتیں

ہماری شریعت مطہرہ کا کوئی بھی حکم حکمتوں اور منفعتوں سے خالی نہیں ہوتا، ہر حکم کی کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے، خواہ عقل انسانی کی اس تک رسائی ہو سکے یا نہ ہو سکے، چناں چہ جب شریعت اسلامیہ نے ہم مسلمانوں کو جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کی تاکید

---

[1] الإحكام شرح أصول الأحكام (۴٦٩/۱)

کی ہے تو اس کی بھی حکمتیں ہیں، جن میں سے بعض تو احادیث میں ہیں اور بعض کو اہل علم نے ذکر کیا ہے۔

چناں چہ حدیث میں عمومی طور پر سورۂ کہف پڑھنے کے فوائد میں سے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اس کی تلاوت سے سکینت نازل ہوتی ہے، براءبن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی (اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ) سورۃ الکہف پڑھ رہے تھے، ان کے ایک طرف ایک گھوڑا دو رسوں سے بندھا ہوا تھا، اس وقت ایک ابر اوپر سے آیا اور نزدیک سے نزدیک تر ہونے لگا، ان کا گھوڑا اس کی وجہ سے بدکنے لگا۔ صبح کے وقت وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ سے اس کا ذکر کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «تلك السكينة تنزلت بالقرآن»[1] وہ (ابر کا ٹکڑا) سکینت تھا جو قرآن کی تلاوت کی وجہ سے اترا تھا۔

اسی طرح اس کے فوائد میں سے یہ بھی ذکر گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اس کی ابتدائی دس آیتیں حفظ کرلے گا تو وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا، ابودردا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «من حفظ عشر آيات من أول سورة الكهف عصم من الدجال»[2] جو سورۂ کہف کی اول کی دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجال کے فتنہ سے بچے گا۔

---

[1] صحیح بخاری (حدیث نمبر: ۵۰۱۱)، صحیح مسلم (حدیث نمبر: ۷۹۵/۱۸۵۶)

[2] صحیح مسلم (حدیث نمبر: ۸۰۹/۱۸۸۳)

خصوصی طور پر جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کا فائدہ ہشیم کی روایت میں یہ ذکر کیا گیا کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا اللہ اس کے لیے اس کے اور خانہ کعبہ کے درمیان نور روشن کر دے گا۔

★★★

سورۂ کہف پڑھنے کا وقت

جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کے بارے میں «يوم الجمعة» اور «ليلة الجمعة» دونوں روایتیں آئی ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ دن اور رات دونوں میں سورۂ کہف کی تلاوت کبھی بھی کی جاسکتی ہے، یعنی جمعرات کے دن مغرب سے اس کا وقت شروع ہو کر جمعہ کی مغرب سے پہلے تک رہتا ہے۔

بہت سارے فقہا نے اس کی صراحت کی ہے، ذیل میں بطور دلیل چند کے اقوال پیش کیے جارہے ہیں:

۱۔ ابو حسن ماوردی نے فرمایا: «ويستحب قراءة سورة الكهف ليلة الجمعة ويوم الجمعة»[1] جمعہ کے دن اور رات میں سورۂ کہف پڑھنا مستحب ہے۔

۲۔ ابو حسین عمرانی نے فرمایا: «والمستحب له: أن يقرأ سورة الكهف ليلة الجمعة ويوم الجمعة»[2] بندے کے لیے جمعہ کے دن اور رات میں سورۂ کہف پڑھنا مستحب ہے۔

---

[1] الحاوي الكبير (۲/۴۵۷)

[2] البيان في مذهب الامام الشافعي (۲/۵۹۳)

۳۔ عبد الكريم بن محمد رافعي قزويني نے فرمایا:«ويستحب الإكثار من الصلاة عليه يوم الجمعة وليلة الجمعة، وقراءة سورة الكهف»[1] جمعہ کے دن اور رات میں زیادہ سے زیادہ درود پڑھنااور سورۂ کہف کی تلاوت کرنا مستحب ہے۔

البتہ کچھ فقہانے جمعہ کے دن فجر کی نماز کے بعد ہی سورۂ کہف کی تلاوت کر لینے کو پسند کیاہے،اس دلیل کی بناپر کہ خیر کے کام جتنی جلدی کر لیے جائیں بہتر ہے، چناں چہ ابن قاسم نے فرمایا:«ونقل عن الشافعي أنها نهارًا آكد، وأولاه بعد الصبح، مسارعة للخير، ورجحه الموفق وغيره»[2] امام شافعی سے منقول ہے کہ سورۂ کہف کی تلاوت دن میں زیادہ بہتر ہے،اور دن میں بھی فجر کے بعد زیادہ بہتر ہے، بھلائی کے کاموں میں سبقت کرتے ہوئے،اس کو موفق (ابن قدامہ) وغیرہ نے راجح قرار دیاہے۔

اس توضیح سے ثابت ہوتاہے کہ انسان پورے دن ورات میں کسی بھی وقت سورۂ کہف کی تلاوت کرلے تواس کواجر مل جائے گا، لیکن اس تعلق سے عوام میں کچھ غیر ضروری تخصیصات مشہورہیں جن کی کوئی دلیل نہیں ہے:

جیسے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سورۂ کہف کو جمعہ کی نماز سے پہلے پڑھناضروری ہے، حالاں کہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے، عبد الرحمن بن حسن تمیمی نے فرمایا:«وظاهر

---

[1] الشرح الكبير(۲۲۴/۴)

[2] الإحكام شرح أصول الأحكام(۴۶۹/۱)

كلام الفقهاء أنه كالذي قبله، لا يختص بما قبل الصلاة»[1] فقہا کے کلام کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ کہف کی تلاوت پہلی قسم (یعنی درود) کے مشابہ ہے، نماز سے پہلے کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

ابن عثیمین نے فرمایا: «اليوم الشرعي من طلوع الفجر إلى غروب الشمس، وعلى هذا فإذا قرأها الإنسان بعد صلاة الجمعة أدرك الأجر»[2] شرعی دن طلوع فجر سے غروب آفتاب تک ہوتا ہے، بنا بریں اگر کوئی شخص سورۂ کہف جمعہ کی نماز کے بعد بھی پڑھ لے تو اسے اجر ملے گا۔

اسی طرح بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد ہی سورۂ کہف کی تلاوت کرنی ہے، لیکن یہ بھی باطل ہے، ابن تیمیہ سے یہ سوال پوچھا گیا تھا تو آپ نے اس کی تردید کی، جیسا کہ پیچھے گزرا۔

ہمارے یہاں عام طور پر لوگ جمعہ کا خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجدوں میں سورۂ کہف کی تلاوت کرتے ہیں، جو بلا شبہ جائز ہے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی روشنی میں اس وقت زیادہ سے زیادہ نفلی نماز کا اہتمام کیا جانا چاہیے، چناں چہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «لا يغتسل رجل يوم الجمعة، ويتطهر ما استطاع من طهر، ويدهن من دهنه، أو يمس من طيب بيته،

---

[1] الإيمان والرد على أهل البدع (ص:۱۲۸)

[2] مجموع فتاوى ورسائل العثيمين (۱۶/۱۴۲،۱۴۳)

ثم يخرج فلا يفرق بين اثنين، ثم يصلي ما كتب له، ثم ينصت إذا تكلم الإمام، إلا غفر له ما بينه وبين الجمعة الأخرى»[1] جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے، اور خوب اچھی طرح سے پاکی حاصل کرے، پھر تیل استعمال کرے یا گھر میں جو خوش بو میسر ہو استعمال کرے، پھر نماز جمعہ کے لیے نکلے، اور مسجد میں پہنچ کر دو آدمیوں کے درمیان نہ گھسے، پھر جتنی ہو سکے نفل نماز پڑھے، اور جب امام خطبہ شروع کرے تو خاموش سنتا رہے، تو اس کے اس جمعے سے لے کر اگلے جمعے تک سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

اس حدیث میں «ثم يصلي ما كتب له» کے جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبے سے پہلے نفلی نمازوں کا زیادہ سے زیادہ اہتمام ہونا چاہیے۔ شہاب الدین قسطلانی نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا: «فيه مشروعية النافلة قبل صلاة الجمعة»[2] اس حدیث میں جمعہ کی نماز سے پہلے نفل کی مشروعیت کا ذکر ہے۔

★★★

جمعہ کے دن مسجدوں میں جہراً سورۂ کہف کی تلاوت کا حکم

کچھ علاقوں میں لوگ جمعہ کی نماز سے پہلے مسجدوں میں جہراً سورۂ کہف کی تلاوت کرتے ہیں، اور آواز اتنی بلند ہوتی ہے کہ نو واردین کو تحیۃ المسجد اور نفلی نمازوں میں کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے، حالاں کہ یہ عمل درست نہیں ہے، نبی ﷺ نے اس سے منع

---

[1] صحیح بخاری (حدیث نمبر: ۸۸۳)

[2] إرشاد الساري (۱۶۲/۲)

فرمایا ہے، چناں چہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں اعتکاف فرمایا، آپ نے لوگوں کو بلند آواز سے قراءت کرتے سنا تو پردہ ہٹایا اور فرمایا:

«ألا إن كلكم مناج ربه، فلا يؤذين بعضكم بعضا، ولا يرفع بعضكم على بعض في القراءة -أو قال: في الصلاة-»[1] لوگو! سنو، تم میں سے ہر ایک اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہے، تو کوئی کسی کو تکلیف نہ پہنچائے، اور نہ ہی قراءت میں (یا کہا: نماز میں) اپنی آواز کو دوسرے کی آواز سے بلند کرے۔

ابن رجب نے فرمایا: مسجد میں آواز بلند کرنے کی قسمیں دو ہیں:

پہلی یہ کہ ذکر واذکار، تلاوت قرآن، تذکیر وموعظت اور تعلیم وتعلم کے لیے آواز بلند کی جائے، چناں چہ اگر یہ چیزیں مسجد کے تمام حاضرین کے لیے ہوں، جیسے اذان واقامت اور جہری نمازوں میں امام کی بلند آواز سے قراءت وغیرہ تو یہ درست ہے اور شریعت کا حکم بھی ہے۔

نبی ﷺ جب خطبہ دیتے تھے تو آپ کی آواز بلند ہو جاتی تھی اور غصہ شدید ہو جاتا تھا، ایسا لگتا تھا کہ آپ کسی لشکر کی آمد سے یہ کہتے ہوئے ڈرا رہے ہیں کہ وہ لشکر تم پر صبح یا شام میں حملہ کر دے گا۔ اسی طرح جب آپ لوگوں کو جہری نماز پڑھاتے تھے تو آپ کی قراءت مسجد کے باہر بھی سنائی دیتی تھی۔ اور بلال رضی اللہ عنہ مسجد میں آپ کے سامنے اذان اور اقامت بھی کہتے تھے۔

---

[1] سنن ابوداود (حدیث نمبر: ۱۳۳۲) شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

دوسری قسم یہ ہے کہ جن عبادات میں بلند آواز کی (مسجد کے عمومی حاضرین کو) ضرورت نہ ہو، تو اگر اس کی وجہ سے ان لوگوں کو تکلیف ہو جو کسی عبادت میں مشغول ہوں، جیسے کوئی انفرادی نماز پڑھتے ہوئے جہراً قراءت کر رہا ہو اور بازو میں نماز پڑھنے والے کو مغالطے میں مبتلا کر رہا ہو تو یہ ممنوع ہے[1]۔

جمعہ کے دن مسجدوں میں اجتماعی طور پر سورۂ کہف کی تلاوت کا حکم

بعض علاقوں میں جمعہ کی نماز سے پہلے اجتماعی شکل میں سورۂ کہف کی تلاوت کا اہتمام کیا جاتا ہے، حالاں کہ خطبۂ جمعہ سے پہلے اللہ کے رسول ﷺ نے مسجد میں حلقہ لگانے سے منع فرمایا ہے، چناں چہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں خرید و فروخت سے منع فرمایا، اور اس سے بھی کہ گم شدہ چیز کا اس میں اعلان کیا جائے، یا شعر پڑھے جائیں، اور اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ جمعہ کے روز نماز سے پہلے حلقہ بنا کر بیٹھا جائے[2]۔

عبدالرحمن مبارکپوری نے فرمایا: حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ ایک حلقہ یا ایک سے زائد حلقے بنا کر بیٹھیں، اگرچہ وہ حلقے علمی مذاکرے کے لیے ہی کیوں نہ ہوں۔ کیوں کہ یہ عمل صفوں کو کاٹنے کا سبب بنے گا، حالاں کہ لوگوں کو جمعہ کے لیے جلدی آنے اور صفوں کو اول فاول کے حساب سے درست کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس لیے بھی کہ یہ طریقہ

---

[1] فتح الباری (۳/۳۹۷،۳۹۸)

[2] سنن ابوداود (حدیث نمبر: ۱۰۷۹) شیخ البانی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

نمازیوں کے اجتماع کی ہیئت کے مخالف ہے۔اور اس وجہ سے بھی کہ جمعہ کے لیے اکٹھا ہونا اتنا عظیم الشان معاملہ ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور امر میں آدمی کی مشغولیت جمعہ کی نماز سے فارغ ہونے سے پہلے مناسب نہیں ہے [1]۔

ابن الحاج نے فرمایا: اجتماعی طور پر قراءت اور ذکر کی ممانعت گزر چکی، چناں چہ جب بات ایسی ہے تو امام کے لیے مناسب ہے کہ وہ لوگوں کو مسجد وغیرہ میں اجتماعی طور پر جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی بدعت سے روکے ،اور جمعہ کے دن خصوصی طور پر مکمل سورۂ کہف پڑھنے کا جو استحباب وارد ہوا ہے تو وہ اس طریقے سے ہے جس پر سلف تھے، نہ کہ ہمارے طریقے پر، اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ سورۂ کہف مسجد میں ہونٹوں کی حرکت کے ساتھ اپنے جی میں اور مسجد کے باہر جہراً پڑھے ،اور اگر مسجد خالی ہو تو مسجد میں بھی جہراً پڑھ سکتا ہے، بس شرط یہ ہے کہ کوئی اس کی قراءت سے پریشان نہ ہو، کیوں کی ایسی صورت میں خاموشی سے پڑھنا ہی بہتر ہے ،اور اس کے لیے اکٹھا ہونا تو بدعت ہے، واللہ اعلم [2]۔

★★★

---

[1] تحفۃ الاحوذی (۲۳۰/۲)

[2] المدخل لابن الحاج (۲۸۱/۲)

سورۂ کہف کی تلاوت مصحف سے یا حافظے سے؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ مصحف سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے پر ہی پورا اجر ملتا ہے، اگر کوئی اپنے حافظے سے تلاوت کرتا ہے تو اس کے اجر میں کمی کی جاتی ہے، حالاں کہ یہ صرف ایک وہمی اور خیالی بات ہے، جس کا حقیقت سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہے، کیوں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں اکثر وبیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حافظے سے ہی قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے، بلکہ چند صحابہ کے علاوہ کسی کو لکھنا پڑھنا بھی نہیں آتا تھا، اور مصحف کی شکل میں قرآن تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع کیا گیا، اس لیے یہ صرف ایک اٹکل پچو ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ بعض اہل علم نے خشوع وخضوع اور توجہ باقی رہنے کے لیے مصحف سے قرآن پڑھنے کو افضل قرار دیا ہے، لیکن اجر میں کمی کی بات میرے علم کی حد تک کسی نے نہیں کی ہے، بلکہ اگر کوئی حافظے سے پڑھنے میں زیادہ خشوع محسوس کرتا ہے تو اس کے لیے اسی کو بہتر قرار دیا گیا ہے[1]۔

اس لیے سورۂ کہف کی تلاوت میں بھی یہ تفریق درست نہیں ہے، ابن عثیمین سے سوال کیا گیا کہ جمعہ کے روز سورۂ کہف پڑھنے کا حکم کیا ہے؟ اور کیا مصحف اور حافظے سے پڑھنے میں کوئی فرق ہے؟ تو آپ نے فرمایا: «قراءة سورة الكهف يوم الجمعة عمل مندوب إليه، وفيه فضل، ولا فرق في ذلك بين أن يقرأها الإنسان من

---

[1] دیکھیے: المجموع شرح المہذب از نووی (۲/۱۶۶)

المصحف أو عن ظهر قلب»[1] جمعہ کے روز سورۂ کہف کی تلاوت مسنون عمل ہے، اس کی فضیلت بھی ہے، اور انسان اسے مصحف سے پڑھے یا حافظے سے کوئی فرق نہیں ہے۔

★★★

مختلف مجلسوں میں سورۂ کہف کی تلاوت کا حکم

جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کا اجر حاصل کرنے کے لیے کیا اسے ایک ہی مجلس میں پورا پڑھ لینا ضروری ہے، یا متفرق مجالس میں بھی پڑھ سکتے ہیں؟

احادیث کے ظاہری الفاظ پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سورۂ کہف کی تلاوت کی تکمیل کو ایک مجلس کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا ہے، بلکہ اگر کوئی شخص جمعہ کی رات اور دن کی متفرق مجلسوں میں بھی اس کی تلاوت کرلیتا ہے تو وہ اجر کا مستحق ہوگا، کیوں کہ جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت مقصود ہے، خواہ وہ ایک مجلس میں ہو یا کئی ایک مجلس میں۔

البتہ اتنا ضرور ہے کہ اگر کسی انسان نے سورۂ کہف کی تلاوت شروع کی تو بہتر ہے کہ اسے ایک ہی مجلس میں ختم کرکے اٹھے، اس کی دو وجوہات ہیں:

پہلی وجہ یہ ہے کہ خیر کے کاموں میں مسارعت اور مسابقت مطلوب ہے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾[2] نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو۔

---

[1] مجموع فتاوى ورسائل العثيمين (۱۶/۱۴۳)

[2] سورۂ بقرہ (آیت نمبر: ۱۴۸)

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر انسان کسی اور وقت کے لیے پوری سورت یا اس کے کچھ حصے کو موخر کرتا ہے تو اس کو نہیں معلوم کہ بعد میں اس سورت کو مکمل کرنے کا اسے موقع ملے گا یا نہیں، لہذا جلد اس سورت کی تلاوت سے فارغ ہونے میں ہی خیر ہے۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: «إذا أمسيت فلا تنتظر الصباح، وإذا أصبحت فلا تنتظر المساء، وخذ من صحتك لمرضك، ومن حياتك لموتك»[1] شام ہو جائے تو صبح کے منتظر نہ رہو، اور صبح کے وقت شام کے منتظر نہ رہو، اپنی صحت کو مرض سے پہلے غنیمت جانو، اور زندگی کو موت سے پہلے۔

کیا تلاوتِ سورۂ کہف کی قضا ہے؟

اگر کوئی شخص جمعہ کے دن بھول کر یا کسی مشغولیت کی بنا پر سورۂ کہف کی تلاوت نہ کر سکے تو کیا اگلے روز اس کی قضا کر سکتا ہے؟

اس سلسلے میں بعض اہل علم جیسے ڈاکٹر عثمان خمیس[2] وغیرہ کا فتوی ہے کہ اس کی قضا کی جا سکتی ہے، ان کی رائے یہ ہے کہ احادیث میں جمعہ کا لفظ ہفتے کے معنے میں ہے، لہذا پورے ہفتے میں کبھی بھی اس کی تلاوت کی جا سکتی ہے، مگر جمعہ کا دن بہتر ہے، لیکن آپ کا یہ قول کہ احادیث میں جمعہ کا لفظ ہفتے کے معنے میں ہے محل نظر ہے، کیوں کہ محدثین نے ان احادیث کو کتاب الجمعۃ میں ذکر کیا ہے، اسی طرح فقہانے بھی سورۂ کہف کی تلاوت کو جمعہ

---

[1] صحیح بخاری (حدیث نمبر: ٦٤١٦)

[2] آپ کا فتوی مرئی شکل میں یوٹیوب میں موجود ہے۔

کے دن کے آداب کے سیاق میں ذکر کیا ہے، لہذا کسی بھی صورت یہ ہفتے کے معنے میں نہیں ہے۔

بنا بریں یہ ایک ایسی مخصوص عبادت ہے جو وقت کے ساتھ خاص ہے، اس مخصوص وقت میں اس کو ادا کیا گیا تو انسان حصول ثواب کے قابل ہو گا ورنہ نہیں۔

مملکت سعودی عرب کی دائمی فتوی کمیٹی سے جب یہ سوال کیا گیا تو ان کا جواب تھا:

«قراءة سورة الكهف يوم الجمعة سنة؛ لورود الحديث في ذلك، وإذا لم يقرأها يوم الجمعة فإنه لا يقرؤها يوم السبت بدلا عنه؛ لعدم الدليل على ذلك»[1] جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرنا سنت ہے، کیوں کہ اس بارے میں حدیث وارد ہے، لیکن اگر کسی نے اسے جمعہ کے روز نہیں پڑھا تو اس کی جگہ پر ہفتے کو نہیں پڑھ سکتا، کیوں کہ اس کی دلیل وارد نہیں ہے۔

★★★

[1] فتاوى اللجنة الدائمة (۷/۱۰۴، فتوی نمبر: ۱۸۵۰۱)

خلاصہ بحث

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بے انتہا شکر واحسان ہے کہ اس کے فضل وتوفیق کی بنا پر یہ مختصر رسالہ پایۂ تکمیل کو پہنچا، ذیل میں پوری بحث کا خلاصہ نکات کی شکل میں پیش کیا جارہا ہے:

(1) جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی فضیلت کے متعلق وارد ساری احادیث وآثار غیر مقبول اور ناقابل اعتبار ہیں، سوائے ہشیم کی طریق سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث اور ابو مہلب عمرو بن معاویہ جرمی کے اثر کے۔

(2) ہشیم کی طریق سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی جو حدیث ہے وہ موقوف ہے، لیکن یہ ان باتوں میں سے ہے جن میں رائے اور قیاس کی گنجائش نہیں ہے، اس لیے علما نے اس کو مرفوع حکمی کی فہرست میں داخل کیا ہے۔

(3) جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی مشروعیت کے قائل امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد، حافظ نووی، امام ابن تیمیہ، محمد بن اسماعیل صنعانی، ابن باز اور ابن عثیمین رحمہم اللہ وغیرہ ہیں۔

(4) میرے ناقص علم کی حد تک متقدمین میں سے کسی سے اس کی مشروعیت کی نفی منقول نہیں ہے۔

(5) جمعہ کے دن خاص طور پر سورۂ کہف کی تلاوت کی حکمتوں میں سے ایک نمایاں حکمت یہ ہے کہ اس سورت میں قیامت کے دن کے احوال واہوال کا تذکرہ ہے اور جمعہ کا دن اس کے زیادہ مشابہ ہے، کیوں کہ اس دن لوگ اکٹھا ہوتے ہیں، اور اس لیے بھی کہ قیامت جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔

(6) جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کے بہت سے فائدے ہیں، جیسے سکینت کا نزول، دجال کے فتنے سے حفاظت اور اگلے جمعہ تک نور کا حصول وغیرہ۔

(7) جمعہ کے دن اور رات دونوں میں سورۂ کہف کی تلاوت کبھی بھی کی جاسکتی ہے، یعنی جمعرات کے دن مغرب سے اس کا وقت شروع ہو کر جمعہ کی مغرب سے پہلے تک رہتا ہے۔

(8) جمعہ کے دن مسجدوں میں سورۂ کہف کی تلاوت اتنی بلند آواز میں نہیں کرنی چاہیے کہ دوسرے مصلیوں کو تکلیف پہنچے۔

(9) مسجدوں میں جمعہ کے دن اجتماعی طور پر بھی سورۂ کہف کی تلاوت نہیں کرنی چاہیے۔

(10) سورۂ کہف کی تلاوت مصحف اور حافظے دونوں سے کی جاسکتی ہے۔

(11) سورۂ کہف کی تلاوت مختلف مجلسوں میں کی جاسکتی ہے، البتہ اگر ایک ہی مجلس میں اس کی مکمل قراءت کرلی جائے تو بہتر ہے۔

(12) سورۂ کہف کی تلاوت کی کوئی قضا نہیں ہے، یعنی اگر کوئی اسے جمعے کے دن نہیں پڑھ سکا تو ہفتے کے دن قضا کی نیت سے اس کی تلاوت نہیں کر سکتا۔

والحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات، وصلى الله على نبينا محمد، وعلى آله وصحبه ومن حذا حذوهم إلى يوم الدين.

★★★

مراجع ومصادر

(1)قرآن کریم۔

(2)الأحاديث المختارةِ، ضیاء الدین مقدسی، تحقیق ڈاکٹر عبد الملک دہیش، طبعہ سوم 1420ھ، دار خضر بیروت لبنان۔

(3)الأحاديث الواردة في قراءة سورة الكهف يوم الجمعة،ڈاکٹر عبداللہ بن فوزان بن صالح الفوزان،طبعہ اول 1431ھ،دارابن الجوزی، سعودی عرب۔

(4)الإحكام شرح أصول الأحكام،عبدالرحمن بن محمد بن قاسم،طبعہ دوم 1406ھ۔

(5) الأذكار،یحیی بن شرف نووی، تحقیق عبدالقادر ارنووط،طبعہ 1414ھ،دارالفکر بیروت لبنان۔

(6)إرشاد الساري لشرح صحيح البخاريِ،ابوالعباس شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی،طبعہ ہفتم 1323ھ، مطبعہ کبری امیریہ، مصر۔

(7)إرشاد القاصي والداني إلى تراجم شيوخ الطبراني،ابوالطیب نایف بن صلاح بن علی منصوری،دارالکیان ریاض اور مکتبہ ابن تیمیہ مصر۔

(8)أسئلة البرذعي، مطبوع مع کتاب ابو زرعہ الرازی وجھودہ فی السنۃ النبویہ،طبعہ 1402ھ، عمادۃ البحث العلمی، جامعہ اسلامیہ، مدینہ نبویہ، سعودی عرب۔

(9) الأم،امام محمد بن ادریس شافعی،طبعہ 1410ھ،دارالمعرفہ،بیروت۔

(10)الأمالي الخميسية،یحیی بن حسین شجری، تحقیق محمد حسن محمد حسن اسماعیل، طبعہ اول 1422ھ، دار الکتب العلمیہ،بیروت،لبنان۔

(11)الإنصاف فى معرفة الراجح من الخلاف، علاء الدين أبو الحسن علي بن سليمان المرداوي،طبعہ اول 1374ھ، تحقیق محمد حامد فقی،داراحیاء التراث العربی۔

(12)الإيمان والرد على أهل البدع،عبدالرحمن بن حسن تمیمی،طبعہ اول مصر 1349ھ،ناشر دار العاصمہ ریاض۔

(13)البيان في مذهب الإمام الشافعي،یحیی بن ابوالخیر شافعی، تحقیق قاسم محمد نوری،طبعہ اول 1421ھ، دار المنہاج،جدہ۔

(14)بيان الوهم والإيهام في كتاب الأحكام، ابوالحسن علی بن محمد ابن القطان، تحقیق ڈاکٹر حسین آیت سعید، طبعہ اول 1418ھ، دار طیبہ، ریاض۔
(15)تاریخ الاسلام، شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، تحقیق بشار عواد معروف، طبعہ اول 2003ء، دار الغرب الاسلامی۔
(16)تاریخ بغداد، احمد بن علی خطیب بغدادی، تحقیق مصطفی عبد القادر عطا، طبعہ اول 1417ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔
(17)التأريخ الكبير، محمد بن اسماعیل بخاری، دائرہ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد، ہند۔
(18)تأريخ يحيى بن معين-روایۃ ابن محرز-، تحقیق محمد کامل قصار، طبعہ اول 1405ھ، مجمع اللغۃ العربیہ، دمشق۔
(19)تحرير علوم الحديث، عبداللہ بن یوسف جدیع، طبعہ اول 1424ھ، موسسۃ الریان، بیروت، لبنان۔
(20)تحفة الأحوذي شرح جامع الترمذي، محمد عبدالرحمن بن عبدالرحیم مبارکپوری، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔
(21)تحفة المحتاج إلى أدلة المنهاج، سراج الدین عمر بن علی ابن الملقن، تحقیق عبداللہ بن سعاف لحیانی، طبعہ اول 1406ھ، دار حرا، مکہ مکرمہ۔
(22)الترغيب والترهيب من الحديث الشريف، عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری، تحقیق ابراہیم شمس الدین، طبعہ اول 1417ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔
(23) تفسیر ابن کثیر، ابوالفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر، تحقیق محمد حسین شمس الدین، طبعہ اول 1419ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔
(24)التفسير الوسيط في القرآن المجيد، ابوالحسن علی بن احمد واحدی، تحقیق عادل احمد عبدالموجود وغیرہ، طبعہ اول 1415ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔
(25)تقريب التهذيب، ابوالفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی، تحقیق محمد عوامہ، طبعہ اول 1406ھ، دار الرشید، سیریا۔
(26)تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة، علی بن محمد ابن عراق کنانی، تحقیق عبدالوہاب عبداللطیف اور عبداللہ محمد الصدیق غماری، طبعہ اول 1399ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔
(27) تهذيب الكمال في أسماء الرجال، یوسف بن عبدالرحمن مزی، تحقیق بشار عواد معروف، طبعہ اول 1400ھ، موسسۃ الرسالہ، بیروت، لبنان۔

(28)الثقات، ابو حاتم محمد ابن حبان، طبعہ اول 1393ھ، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد، ہند۔

(29)الجرح و التعديل، ابو محمد عبد الرحمن ابن ابو حاتم، طبعہ اول 1271ھ، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد، ہند۔

(30)الحاوی الكبير في فقه مذهب الإمام الشافعي، ابو الحسن علی بن محمد ماوردی، تحقیق علی محمد معوض اور عادل احمد عبد الموجود، طبعہ اول 1419ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔

(31)حديث الزهري، ابو الفضل عبید اللہ بن عبد الرحمن، تحقیق حسن بن محمد بلوط، طبعہ اول 1418ھ، اضواء السلف۔

(32)الدر المنثور في التفسير بالمأثور، جلال الدین سیوطی، دار الفکر، بیروت۔

(33)الدعوات الكبير، ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، تحقیق بدر بن عبد اللہ البدر، طبعہ اول 2009ء، مکتبۃ غراس، کویت۔

(34)ديوان الضعفاء، شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، تحقیق حماد بن محمد انصاری، طبعہ دوم 1387ھ، مکتبۃ النہضۃ الحدیثیہ، مکہ مکرمہ۔

(35)ذيل ميزان الاعتدال، ابو الفضل زین الدین عبد الرحیم عراقی، تحقیق علی محمد معوض اور عادل احمد عبد الموجود، طبعہ اول 1416ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔

(36)الروض الباسم في تراجم شيوخ الحاكم، ابو الطیب نایف بن صلاح بن علی منصوری، طبعہ اول 1432ھ، دار العاصمہ، ریاض۔

(37)زاد المعاد في هدي خير العباد، شمس الدین محمد بن ابو بکر ابن قیم الجوزیہ، طبعہ ستائیس 1415ھ، موسسۃ الرسالہ، بیروت۔

(38)زہر الفردوس، ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی، طبعہ اول 1439ھ، تحقیق ڈاکٹر عربی دائز فریاطی، جمعیۃ دار البر، دبی۔

(39)الزيادات على الموضوعات، جلال الدین سیوطی، تحقیق رامز خالد حاج حسن، طبعہ اول 1431ھ، مکتبۃ المعارف، ریاض۔

(40) سبل السلام، محمد بن اسماعیل صنعانی، دار الحدیث۔

(41)سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، محمد ناصر الدین البانی، طبعہ اول 1412ھ، دار المعارف، ریاض۔

(42)سنن ابو داود، ابو داود سلیمان بن اشعث سجستانی، تحقیق محمد محی الدین عبد الحمید، مکتبہ عصریہ، بیروت۔

(43)سنن الترمذی، محمد بن عیسی ترمذی، تحقیق بشار عواد معروف، طبعہ 1998ء، دار الغرب الاسلامی، بیروت۔
(45)سنن الدارقطنی، ابو الحسن علی بن عمر دار قطنی، تحقیق شعیب ارنووط وغیرہ، طبعہ اول 1424ھ، موسسۃ الرسالہ، بیروت۔
(46)سنن الدارمی، عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی، تحقیق حسین سلیم اسد دارانی، طبعہ اولی 1412ھ، دار المغنی، سعودی عرب۔
(47)السنن الصغیر، ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، تحقیق عبد المعطی امین قلعجی، طبعہ اولی 1410ھ، جامعۃ الدراسات الاسلامیہ، کراچی، پاکستان۔
(48)السنن الکبری، ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، تحقیق محمد عبد القادر عطا، طبعہ سوم 1414ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔
(49)السنن الکبری، احمد بن شعیب نسائی، تحقیق حسن عبد المنعم شلبی، طبعہ اول 1421ھ، موسسۃ الرسالہ، بیروت۔
(50)السنن والأحكام عن المصطفى عليه أفضل الصلاة والسلام، ضیاء الدین محمد بن عبد الواحد مقدسی، تحقیق ابو عبد اللہ حسین بن عکاشہ، طبعہ اول 1425ھ، دار ماجد عسیری، سعودی عرب۔
(51)سؤالات الآجري أبا داود، ابو عبید آجری، تحقیق محمد علی قاسم عمری، طبعہ اول 1403ھ، جامعہ اسلامیہ، مدینہ نبویہ۔
(52)سؤالات البرقاني للدارقطني، ابو بکر احمد بن محمد برقانی، تحقیق مجدی سید ابراہیم، مکتبۃ القرآن۔
(53)سؤالات حمزة السهمي للدارقطني، حمزہ بن یوسف سہمی، تحقیق موفق بن عبد اللہ بن عبد القادر، طبعہ اول 1404ھ، مکتبۃ المعارف، ریاض، سعودی عرب۔
(54)الشرح الکبیر، عبد الکریم بن محمد رافعی قزوینی، تحقیق علی محمد معوض اور عادل احمد عبد الموجود، طبعہ اول 1417ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔
(55)شرح معاني الآثار، ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی، تحقیق محمد زہری نجار و محمد سید جاد الحق، طبعہ اول 1414ھ، دار عالم الکتب۔
(56)شعب الإيمان، ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، تحقیق ڈاکٹر عبد العلی عبد الحمید حامد، طبعہ اول 1423ھ، مکتبۃ الرشد، ریاض۔

(57) صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، تحقیق محمد زہیر ناصر، طبعہ اول 1422ھ، دار طوق النجاہ۔

(58) صحیح مسلم، مسلم بن حجاج نیشاپوری، محمد فواد عبد الباقی، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

(59) الضعفاء الکبیر، ابو جعفر محمد بن عمرو عقیلی، تحقیق عبد المعطی امین قلعجی، طبعہ اول 1404ھ، دار المکتبۃ العلمیہ، بیروت۔

(60) الضعفاء والمتروکون، ابو الحسن علی بن عمر دار قطنی، تحقیق عبد الرحیم محمد قشقری، طبعہ 1403-1404ھ، مجلۃ الجامعۃ الاسلامیہ، مدینہ نبویہ۔

(61) الضعفاء والمتروکون، احمد بن شعیب نسائی، تحقیق محمود ابراہیم زاید، طبعہ اول 1396ھ، دار الوعی، حلب۔

(62) ضعیف الترغیب والترھیب، محمد ناصر الدین البانی، طبعہ اول 1421ھ، مکتبۃ المعارف، ریاض، سعودی عرب۔

(63) طبقات المدلسین، ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی، تحقیق ڈاکٹر عاصم بن عبد اللہ قریوتی، طبعہ اول 1403ھ، مکتبۃ المنار، عمان۔

(64) العلل ومعرفة الرجال -روایت عبد اللہ- ، احمد بن محمد بن حنبل، تحقیق وصی اللہ بن محمد عباس، طبعہ دوم 1422ھ، دار الخانی، ریاض۔

(65) علل الدارقطني، ابو الحسن علی بن عمر دار قطنی، تحقیق محفوظ الرحمن زین اللہ سلفی، دار طیبہ، ریاض۔

(66) عمل الیوم واللیلة، احمد بن شعیب نسائی، تحقیق ڈاکٹر فاروق حمادہ، طبعہ دوم 1406ھ، موسسۃ الرسالہ، بیروت۔

(67) فتاوی اللجنة الدائمة، اللجنۃ الدائمہ للبحوث العلمیہ والافتاء، جمع وترتیب احمد عبد الرزاق دویش، رئاسۃ ادارۃ البحوث العلمیہ، ریاض۔

(68) فتح الباري شرح صحيح البخاري، ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی، طبعہ 1379ھ، دار المعرفہ، بیروت۔

(69) الفتن، نعیم بن حماد، تحقیق سمیر امین زہیری، طبعہ اول 1412ھ، مکتبۃ التوحید، قاہرہ۔

(70) فضائل الأوقات، ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، تحقیق عدنان عبد الرحمن مجید قیسی، طبعہ اول 1410ھ، مکتبۃ المنارہ، مکہ مکرمہ۔

(71)فضائل القرآن، ابو عباس جعفر بن محمد مستغفری، تحقیق احمد بن فارس سلوم، طبعہ اول 2008ء، دار ابن حزم۔

(72)فضائل القرآن، ابو عبد اللہ محمد بن ایوب ابن ضریس، تحقیق غزوہ بدیر، طبعہ اول 1408ھ، دار الفکر، دمشق۔

(73)فضائل القرآن، ابو عبید قاسم بن سلام، تحقیق مروان عطیہ وغیرہ، طبعہ 1415ھ، دار ابن کثیر، دمشق۔

(74)فوائد ابن نصر، ابو القاسم عبد الرحمن بن عمر ابن نصر، تحقیق ابو عبد اللہ حمزہ جزائری، طبعہ اول 1428ھ، دار النصیحہ، مدینہ نبویہ، سعودی عرب۔

(75)قوارع القرآن، ابو عمرو محمد بن یحیی نیشاپوری، تحقیق احمد بن فارس سلوم، طبعہ اول 1432ھ، مکتبۃ المعارف، ریاض۔

(76)الکاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة، شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، تحقیق محمد عوامہ، طبعہ اول 1413ھ، دار القبلہ، جدہ۔

(77)الكامل في ضعفاء الرجال، ابو احمد بن عدی جرجانی، تحقیق علی محمد معوض اور عادل احمد عبد الموجود، طبعہ اول 1418ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

(78)لسان الميزان، ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی، تحقیق عبد الفتاح ابو غدہ، طبعہ اول 2002ء، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت۔

(79)لمحات الأنوار، محمد بن عبد الواحد غافقی، تحقیق رفعت فوزی عبد المطلب، طبعہ 1418ھ، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت۔

(80)المجروحین، ابو حاتم محمد بن حبان بستی، تحقیق محمود ابراہیم زاید، طبعہ اول 1396ھ، دار الوعی، حلب۔

(81)المجموع شرح المهذب، یحیی بن شرف نووی، دار الفکر۔

(82)مجموع فتاوی ابن باز، زیر اشراف محمد بن سعد شویعر، طبعہ اول 1420ھ، دار القاسم، ریاض۔

(83)مجموع الفتاوی، احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، تحقیق عبد الرحمن بن محمد بن قاسم، طبعہ 1416ھ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، مدینہ نبویہ، سعودی عرب۔

(84)مجموع فتاوی ورسائل ابن عثیمین، محمد بن صالح بن محمد بن عثیمین، جمع وترتیب فہد بن ناصر سلیمان، طبعہ 1413ھ، دار الوطن، ریاض۔

(85)مداواة النفس، ابو محمد علی ابن حزم، طبعہ دوم 1399ھ، دار الآفاق الجدیدہ، بیروت۔

(86)المدخل، ابو عبد اللہ محمد بن محمد ابن الحاج، مکتبۃ دار التراث، قاہرہ، مصر۔

(87)المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز،ابو محمد عبدالحق بن غالب ابن عطیہ، تحقیق عبدالسلام عبدالشافی محمد،طبعہ اول1422ھ،دارالکتب العلمیہ،بیروت۔

(88)المستدرك على الصحيحين،ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم، تحقیق مصطفی عبدالقادر عطا،طبعہ 1411ھ،دار الکتب العلمیہ،بیروت۔

(89)مصباح الأريب فی تقريب الرواة الذين ليسوا فی تقريب التهذيب،ابوعبداللہ محمد بن احمد مصنعی عنسی،طبعہ اول1426ھ،مکتبہ صنعاءاثریہ،یمن۔

(90)مصنف عبد الرزاق،عبدالرزاق بن ہمام صنعانی، تحقیق حبیب الرحمن اعظمی، طبعہ دوم 1403ھ،المجلس العلمی، ہند۔

(91)المعجم الأوسط،ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، تحقیق طارق عوض اللہ وغیرہ،دارالحرمین، قاہرہ۔

(92)المغنی،ابو محمد موفق الدین عبداللہ بن احمد ابن قدامہ،مکتبۃ القاہرہ۔

(93)المو تلف والمختلف،ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی، تحقیق موفق بن عبداللہ،طبعہ اول 1406ھ،دار الغرب الاسلامی،بیروت۔

(94)الموسوعة الفقهية الكويتية،وزارۃالاوقاف والشوون الاسلامیہ،کویت۔

(95)الموضوعات الكبرى،ابوالفرج عبدالرحمن ابن الجوزی، تحقیق عبدالرحمن محمد عثمان، ناشر محمد عبدالمحسن صاحب مکتبہ سلفیہ،مدینہ نبویہ۔

(96)المهذب في اختصار السنن الكبير،ابوعبداللہ محمد بن احمد ذہبی،طبعہ اول1422ھ،دارالوطن۔

(97)ميزان الاعتدال فی نقد الرجال،ابوعبداللہ محمد بن احمد ذہبی، تحقیق علی محمد بجاوی،طبعہ اول1382ھ،دار المعرفہ،بیروت،لبنان۔

(98)نتائج الأفكار في تخريج أحاديث الأذكار،ابوالفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی، تحقیق حمدی عبدالمجید سلفی،طبعہ دوم1429ھ،دارابن کثیر،دمشق بیروت۔

(99)الهداية إلى بلوغ النهاية،مکی بن ابوطالب،طبعہ اول1429ھ، مجموعۃ بحوث الکتاب والسنہ،جامعۃ الشارقہ۔

(1) القول الصريح في صلاة التسبيح (عربی، غیر مطبوع)

(2) جامع البيان في تخريج الأحاديث والآثار الواردة في شهر شعبان (عربی، غیر مطبوع)

(3) عقیدۂ رفع عیسی علیہ السلام بحالت حیات: شبہات اور جوابات (اردو، غیر مطبوع)

(4) کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ (اردو ترجمہ، مطبوع)

(5) باجماعت نماز: احکام ومسائل (اردو، غیر مطبوع)